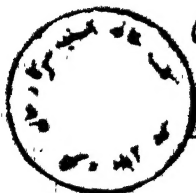


کتاب العطایا ^{بعونہ}

جس میں عطیہ ارا منی بیت المال کے مختلف پہلوؤں پر تحقیق و بحث کی گئی ہے
اور ہر مسئلہ کے وجہ ثبوت میں معتبر فتاویٰ اور مستند فقہی کتابوں سے
مختلف رائدین کے مختصر طریق عمل کے نظائر اور مشاہیر ائمہ حنابلہ
کے صحیح صحیح احوال پیش کیے گئے ہیں



مولفہ

و مصلحہ محقق و حمید العصر صاحب تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن مولانا
مولوی محمد فتح الدین صاحب اذہر الخشبانی سلمہ الرحمن حسب ارشاد و محب علم
وال علم السید الخشب علیہ جناب مولانا مولوی میر احمد شریف صاحب کلیل مجاہد عالم
سیر کلام صفیہ الکھیم الضرع والضرع غساکرہ انما کان

۲۹

مطبع اختر دکن واقع فضل گنج حمید آباد دکن میں

طبع ہوا

فہرست مضامین کتاب العطا یا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳	اصطلاحات	۱۷	عطائے اراضی کا رواج قدیم سے ہے
۴	حقیقت زمین	۱۸	فقہاء و متقدمین و متاخرین میں اختلاف کو
۵	اراضیات خلیفہ و اموال بنی نصیر	۱۹	مستعلق اختلاف
۷	حاشیہ متعلق حقیقت زمین	۲۰	ارضی بیت المال کو حقیقتہً مستحق کون ہیں
۸	صوبہ عراق کی اراضیات کے متعلق حضرت عمرؓ فرمائی ہے	۲۱	علامہ تھانیہؒ کی تحقیق مفتوحہ زمین کو مستعلق
۹	حد کا فیصلہ	۲۲	عطیہ منکدر و انعام مؤبد
۱۰	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تقریر	۲۳	استقنا و متعلق انعام مؤبد
۱۱	واقعات فتوحات ہندوستان پر نظر	۲۴	مد و معاش
۱۲	صاحب ہمایہ کی تحقیق مفتوحہ زمین کو مستعلق	۲۵	استقنا و متعلق مد و معاش
۱۳	بیت المال اور اوکام صرف	۲۶	سجرات مشروطہ
۱۴	تخریج - تدخس و صدقات	۲۷	نقد و درگاہ شریف
۱۵	مد لقات اور اسکے مصارف	۲۸	اگر عطا عام فقر اور کے لئے ہے
۱۶	بیت المال میں شاہی اختیارات	۲۹	معاش اگر شخص معین کے نام پر ہے
۱۷	بیت المال عام مصالح مسلمین کے لئے ہے	۳۰	معاش کا تقرر اگر معطلیہ اور اسکی اولاد
۱۸	مسجد و دار اور درگاہوں کے متعلق اوقات	۳۱	و احقاد پر عام ہے اور کو مستعلق ہستقنا
۱۹	بیت المال کی مزدورہ زمین	۳۲	لفظ ولد اور اولاد کے متعلق بحث
۲۰	ارضی ملک و بیت المال کی بیج جا کر نہیں	۳۳	اقارب و متعلقین سے کون مراد ہوتے
۲۱	العطا	۳۴	ہین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۶	استغفار مستحق بقارب	۴۱	رد الختا کی تقبید
۲۷	عطیہ میں جبکہ وطن ثالث کا ذکر کیا جائے	۴۲	سلطان برقوق کا خیال نقص عطایا میں
۲۸	عطیہ میں اگر لفظوں کا ذکر نہیں کیا گیا	۴۳	اور مشاہیر علماء احوال کی مجلس کا فیصلہ
۲۹	بیٹے کے ہونے میں پوتا اس کا قائم مقام ہو سکتا ہے	۴۴	عطیہ اراضی برودہ و حیرت و احسان
۳۰	عطیہ میں اگر اعلیٰ و اسفل کی ترتیب بیان کی گئی ہے	۴۵	معطلیہ اگر تین سال تک زمین آباد نہ کرے
۳۱	ولد کو بلفظ بنتی تعبیر کرنا	۴۶	ارض میت آباد ہو کر اگر غیر بن جائے
۳۲	مفروضہ میت میں اصلات اولاد و ذکور داخل ہے	۴۷	زمین کو اس کا مالک اگر آباد نہ کرے
۳۳	اولاد وراثت تبعاً	۴۸	دوسرا شخص آباد کرے
۳۴	فائدہ - متعلق بمعطیہ اراضی بیت المال	۴۹	اولاد معطلیہ
۳۵	معاش موبد کی متعلق بعض فقہاء کی رائے	۵۰	حاشیہ متعلق
۳۶	توضیح مناجات مولف -	۵۱	احکام ولایت عطیہ برودہ و حیرت
۳۷	فقہاء کے متنازعہ اقوال عطیہ سلطانی میں	۵۲	بعض ولی کے متعلق حاشیہ
۳۸	محاکمہ و تطبیق روایات مختلفہ	۵۳	حاشیہ حکم قاضی مرت مستحق کے حق کو ظاہر کرنا
۳۹	احیائے نوات	۵۴	تولیت کے لیے احق و اعز کی ترجیح
۴۰	حاشیہ متعلق ارض میت	۵۵	اولاد کے ہوتے ہوئے اجنبی کو متولیٰ نہ بنانا چاہیے
۴۱	رہمی اگر زمین کو قابلِ رزاعت بنائے -	۵۶	تولیت مشروطہ کے شرائط کی پابندی
۴۲	بدون اجازت امام زمین کو آباد کرنا	۵۷	شرائط تولیت اگر مخالفت شرع نہ ہو
۴۳	استرداد عطیہ و عدم استرداد	۵۸	تولیت اگر اولاد کے لیے مشروط ہے
۴۴	ارصادات سلطانیہ	۵۹	ولایت عطیہ برودہ و احسان
۴۵	بیت المال کی آباد زمین برودہ و حیرت عطا کرنا -		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَكَ الْحَمْدُ مَالِكُ الْمَلَائِكَةِ عَزِيزُ الْغَفَّارِ - وَعَلَيْكَ الصَّلَاةُ مَنْ فَاضَتْ مِنْ
نُورِهِ جَمِيعُ الْأَنْوَارِ وَعَلَى آلِهِ رَاصِحَايَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَضْدَارِ صَلَاحٌ دَائِمَةٌ بِالْعَشِيِّ
وَالْأَجْمَلِ -

باعث تالیف

میرا فرض منصب اور شغل معہود تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن ہی کی تالیف
و تصنیف ہے جسکی تکمیل کے لیے میں نے اپنے اوقات کو وقف کر رکھا ہے اور بفضلہ اسکو
چند بار سے قبال کمال ہو چکے ہیں اور بقیہ بھی قریب الاختتام ہیں چنانچہ اسکے طبع کے لیے
بعض محترم احباب خاص طور پر سعی بھی کر رہے ہیں جنکی عنایت اور غلوض کا تہ دل سپرین
شکریہ ادا کرتا ہوں -

عالیجناب مولانا مولوی میر احمد شریف صاحب کہ اس کا ذخیرہ سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں بلغرض مداد
طبع تفسیر آپ نے یہ تحریک کی تھی کہ دولت علیہ تصفیہ میں چونکہ کثرت سے انطاعات راضی و
نقد و یوسیاہ الی حق کو عطا کیا جاتا ہے اور انکے تنازعات کے تصفیہ میں فقہی احکام کی ضرورت
ہوتی ہے اگر کوئی مختصر جامع رسالہ انعام شاہی کے متعلق لکھا جائے اور اس میں فقہ کی
اقوال کا خاص اہتمام کیا جائے تو علاوہ اسکے کہ اہل ملک کو اس سے فائدہ پہونچے گا -
اشاعت تفسیر میں بھی اس سے امانت کی امید کی جاسکتی ہے - فہرہ عجلالہ الموت -
اور چونکہ اس کتاب کی تالیف کے محرک جناب مدوح ہیں لہذا بالتخصیص آپ کا ذکر کیا گیا ہے (لوف)



اصطلاحات

۱۔ عطا اہل شکر وغیرہ مستحقین بیت المال کے نام پر دفتر میں جو کچھ از قسم نقد و جاگیر وغلہ لکھا جاتا ہے اُسے عطا کہتے ہیں۔ خصوصاً وہ مال یا نقد کہ بطور سالانہ یا شدہ نما ہی دیا جاتا ہے طحاوی ص ۲۶

۲۔ رزق و جاگیر۔ یہ اُس نقد کا نام ہے جو بطور مشاہرہ اہل لشکر کو دیا جاتا ہے۔

۳۔ اقطاع بربر۔ صلہ۔ صدقہ۔ احسان [اُس اراضی بیت المال کو کہتے ہیں انعام۔ جاگیر۔ معافی۔ معاش۔ ارضاً] جو سلاطین و فقہ مستحقین بیت المال کو عطا کر کے ہیں۔ افتادہ زمین ہو خواہ مزدور۔ طحاوی ص ۲۶

۴۔ انعام مویہ و مملکہ [اس دائمی انعام و عطیہ اراضی بیت المال کو کہتے ہیں جو معطیٰ لہ کے لئے بمنزلہ ملک شمار کیا جاتا ہے اور وہ اس میں ہر طرح سے مالکانہ تصرف کر سکتا ہے (صدر یہ)]

۵۔ مدد معاش [اس انعام کو کہتے ہیں جس میں معطیٰ لہ فقط منافع اراضی عطاشدہ کا مستحق

تصور کیا جاتا ہے۔ اور قبۃ زمین پر بالکناہ تصرف نہیں کر سکتا۔ (صدریہ)

۶۔ ایکمہ یہ وہ عطیہ ہے جو خاد میں مسجد خصوصاً امام مسجد کے نام پر جاری ہوتا ہے
یہ ایک حقیقت معانی قابل انتقال بادشاہ کی طرف سے عطا ہوتی ہے (صدریہ)

حقیقت زمین

شرع اسلام کے بموجب زمین کی ملکیت مندرجہ ذیل نو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے۔

(۱) غیر ملوکہ زمین پر قبضہ کر لینے سے جبکہ وہ کسی خاص شخص یا حکومت کی نگرانی میں نہ ہو

(۲) افتادہ و بنجر زمین آباد کر لینے سے جبکہ اس میں کسی دوسرے شخص کا ضرر اور

نقصان نہ ہو۔ یا جبکہ وہ حاکم وقت کی منظوری سے ہو۔ قَالَ أَبُو يُوْسُفَ الْاَرْضُ

الْمَوَاتُ اَلَّتِي لَا حَقَّ لِاحِدٍ وَلَا مِلَاكَ فَمَنْ اَحْيَاهَا فَهِيَ كَذَلِكَ فَهِيَ لَهُ وَعَنْ

عَمْرِابْنِ الْحَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَى الْكُبْرَى مِنَ اَحْيَا اَرْضًا مَيِّتَةً فَهِيَ لَهُ

(کتاب الخراج لابن یوسف)

(۳) معاہدہ سے جو قبل از فتح کسی ملک کے باشندوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ بطرح

۱۔ مثلاً دیہات کے اہل آباد ہوتے وقت ایک قطعہ زمین پر کوئی شخص قبضہ کر لے

اس قسم کے شخص کا وہی رتبہ ہے جو اہل دار میں انسان کو حاصل تھا کہ وہ زمین کا مالک

ہے لیکن اگر وہ کسی سلطنت کی نگرانی یا حراست میں ہے تو حضرت امام اعظم

رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدون اجازت حاکم وقت زمین پر قبضہ کرنے والا شخص اسکا

مالک نہیں ہو سکتا۔ خراج ابی یوسف (موتلف)

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض قوموں سے ہوا تھا اسکے بعد کہ انہوں نے ایک خراج معین ادا کرتا مگر بطور کر لیا تھا۔

(۴) خرید یا تبادلہ یا کسی دوسرے باہمی معاہدہ کے رو سے مثلاً مہر کے عوض زمین کا دیدینا۔

(۵) ہبہ سے (۶) وارثت سے (۷) وقف سے
(۸) فتح شدہ شکر کے درمیان محاربین کی مفتوحہ زمین تقسم ہو جانے سے مثل اراضیات خیبر و اموال بنی نضیر۔

۱۔ مثل معاملہ اہل فذک - خیبر کے فتح ہو جانے کے بعد اہل فذک نے بواسطہ سفارتہ محبیہ بن مسعود نصف اراضیات و نصف سفل کے دیدینے پر صلح کی تحریک کی تھی چنانچہ وہ منظور ہوئی پھر یہ نصف جو رسول اکرم علیہ السلام کا حصہ تھا بطور معاملہ اہل فذک ہی کو دیدیا گیا تھا۔ چنانچہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انکو چلائے وطن کیا ہے اسوقت آپ کے حکم سے تمام اراضیات و ماعات فذک کی قیمت جا بچی گئی تھی۔ جبکہ نصف (ساتھ ہزار درم) انکو دیدیا گیا قیمت کی حاجت کرنے والے مالک بن الیہان و سہل بن ابی خیشمہ اور زید بن ثابت تھے (فتوح البلدان) مولف

۲۔ وارثت - تمام کفار آپس میں ایک دوسرے کے ترکہ کے وارث بن سکتے ہیں گو ان کا مذہب کچھ ہی ہو۔ مگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان کے ترکہ کا مالک نہیں ہو سکتا اور نہ مسلمان اسکے ترکہ کا۔ (رسالہ حقیقت زمینداروں)

۳۔ حیثیت وقف بجا و منافع کے تو کامل ہے مگر جس شخص کو دیجائی ہے اسکو اس کے ذریعہ سے ملکیت کا ملحق حاصل نہیں ہوتا لیکن وقف کرنا الیکاحق ملکیت اسکے باعث سے ساقط ہو جاتا ہے (بولف)
۴۔ خیبر کے آٹھ قلعوں میں سے دو قلعہ و طح و سلم بطور صلح فتح ہوئے ہیں اور باقی بڑو شمشیدہ

(۹) مفتوحہ باشندون پر خراج و محصول چیز یہ قرار دینے سے بعد اس کے کہ ان کو

بقیہ نوٹ صفحہ ۵۔ سرور کائناتؑ نے وطیع و سلاطین بطریق حقے اور تیسرا قلعہ کتبہ بطریق خمس لیکر باقی ماندہ پانچ قلعوں { ناغم و قموط و نظارہ و حصن غضب ابن حاذہ و عشق } کو معہ وادی سریر وادی خادہ کے فائزین خیرین تقسیم کر دیا تھا۔

ایسے ہی آنجناب علیہ السلام نے اموال بنی نضیر کو مہاجرین اولین و بعض انصار فاضلین میں تقسیم فرما دیا تھا یا میں بن عمر اور ابی سعید بن دہب کی اراضیات اس سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ دونوں حضرت قبل فتح مشرف باسلام ہو چکے تھے اور کچھ زمین سرور کائنات علیہ التحیۃ و التسلیمات نے اپنے قبضہ میں بھی رکھ لی تھی جسکی آمد آنجناب کے ازواج مطہرات کے نفقہ میں صرف ہوتی تھی اور آنجناب علیہ السلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی تولیت حضرت عباس رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عنایت فرمائی تھی لیکن بعد میں جب فخر قائم ہوا اور مستحقین کے استحقاق کی جانچ و چڑتال کی گئی اور ہر ایک کا نام و فزیر میں لکھا گیا تو یہ قرار پایا کہ ہر ایک مستحق کو بیت المال میں سے نقد متاخرہ دیا جائے اگر بے۔ چنانچہ مہاجرین اولین کے لیے جو درمیں شریک تھے سالانہ پانچ پانچ ہزار درہم مقرر ہوئے جن میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت عثمان غنی و طلحہ و زبیر و عبدالرحمن بن عوف ہیں اور حضرت عمرؓ نے اپنے لیے بھی ان کے ساتھ پانچ ہزار درہم مقرر کئے اور حضرت امام حسینؑ ص رضی اللہ عنہما کو بوجہ قراہت رسول اللہؐ اسی درجہ میں شریک فرمایا۔ لیکن حضرت عباسؓ کو فضیلت دیکر ان کے لیے سات ہزار درہم مقرر فرمائے اور ازواج مطہرات کے لیے دس دس ہزار درہم۔ مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے بارہ ہزار درہم مقرر فرمائے اور انہیں کے ساتھ لمحق کیا۔ جویرہ بنت حارث اور

اپنی اپنی زمینوں پر رہنے کی اجازت دی جائے۔ مثل اہالیان صوبہ عراق۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۔ صفیہ بنت حمی کو۔ اس جدید انتظام کے بعد اخراج ازواج مطہرات کے لئے جو زمین دی گئی تھی وہ بیت المال میں شامل کر لی گئی اور بقیہ حضرت علیؑ کی کفالت میں بحالہ قائم رکھی گئی تھی لہذا ان حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اسکے متولی بنائے گئے۔ فتوح۔

۱۵۔ امام وقت جب کسی ایسے شہر یا ملک (جو باندھی شرائط اسلام سے انکار کرتا ہے) کو بڑبڑا کر فتح کر لیتا ہے تو محاربین کے تمام وہ حقوق جو لڑائی کے قبل انکو حاصل تھے معلیٰ رہ جاتے ہیں۔ اگر امام وقت مفتوحہ باشندہ و لکھو بطور زمینوں کے آباد رہنے دے تو وہی اسکے حقوق سابق بحال اور دوسرے قائم ہو جاتے ہیں اور کوئی تغیر تبدیل اسکے حقوق ملکیت میں (جو قبل از فتح انکو حاصل تھے) نہیں واقع ہوتا۔ اور اگر وہ محاربین کو اراضی مفتوحہ سے بیدخل کر دے اور ملک کو فتح مند لشکر میں تقسیم کر دے تو مفتوحہ باشندوں کے حقوق ملکیت اس سے بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔ اور وہ زمین فائجن اسلام کے ملک میں آجاتی ہے۔ جیسے پنجم علیہ السلام کے زمانہ میں خیبر کی زمین فائجن خیبر میں تقسیم کر دی گئی تھی۔ لیکن اگر اہل ملک امام سے نہ لڑیں اور بطور صلح خراج و جزیرہ دینا قبول کر لیں اور وہ بادشاہ یا سلطنت مقابلہ کرے جو ملک پر حکومت کرتی ہے۔ تو یہ ملک اس قسم کا مفتوحہ ملک نہیں جو فتح مندوں میں تقسیم ہو سکے۔ جیسے صوبہ عراق جب حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ تو آپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (جو اس وقت خلیفہ تھے) عرضداشت کی کہ فائجن عراق اس صوبہ کے خلیفہ کا تقسیم ہونا چاہتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ جو غنیمت تمہارے لشکر میں آئی ہے اسکو مسلمانوں میں تقسیم کر دو۔ اور زمینوں کو اور نہروں کو ان لوگوں کے لئے جو اس پر عامل یعنی انیبر مالکانہ تصرف کرتے ہیں چھوڑ دو۔ تاکہ مسلمانوں کے لئے ایک عطیہ ہو۔ کیونکہ اگر تو ان مسلمانوں میں جو موجود ہیں تقسیم کر دیا

بیت المال اور اسکا مصرف

شاہی ملکی خزانہ کے لئے مشرعا چار قدین مقرر تھیں اور ہر ایک کا جدا گانہ مصرف ہے۔
(۱) بدستخس۔ اس بدستخس غنائم اور معاون و خزانہ مدفونہ کی آمد جمع کیجاتی ہے۔

نوٹ بقیہ صفحہ ۷۔ تو آئندہ مسلمانوں کے لئے کچھ باقی نہیں رہیگا۔ میری رائے ہے کہ ان زمینوں کے مروج تعمیر نہ ہوں اور ان پر خراج و جزیہ مقرر کیا جائے کہ وہ اسکو ادا کرتے رہیں تاکہ مسلمانوں کے لئے اور لڑائی کے لئے آئندہ مسلمانوں کی اولاد کیلئے سرمایہ جو تیرہ واقعہ ملے ہر ماہ سے اس میں اس شرط پر صلح ہوئی کہ اہل ملک اپنی اپنی زمینوں پر بحالہ قائم رہیں اور ہر سال ایک لاکھ درم ادا کیا کریں اور ہمیشہ مسلمانوں کے مددگار و موافق رہیں اور ان کے خلاف بغاوت نہ کریں صاحب فتوح البلدان کہتے ہیں۔ یہ اقل مال ہے جو عرق سے مدینہ منورہ میں پونچا ہے۔

خلاصہ مضمون واقع یہ ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی تحریک پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے مشورہ کیا۔ اس میں ایک گروہ نے اسپر گفتگو کی اور یہ چاہا کہ مفتوحہ زمین فاتحین میں تقسیم کر دی جائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسکے خلاف میں تھے۔ اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین سے استفسار کیا اور بعد انصار میں کے دنس آدمی بلائے اور ایک مجلس قائم کی جب تمام آدمی جمع ہو گئے تو آپ نے کہا کہ میں اپنی خواہش نفس پر عمل کرنا نہیں چاہتا۔ اس معاملہ میں جو میری رائے ہے اس سے بعض دشمن عثمانؓ و علیؓ و طلحہ بن وثیرؓ و عیزہ صحابہ اسنے اتفاق کیا ہے۔ تمہارے پاس کتاب اللہ ہے۔ جو حق بات بتاتی ہے اور میں بھی وہی چاہتا ہوں جو حق ہے تم نے ان لوگوں کی باتیں سنی ہیں جو گمان کرتے ہیں کہ میں اپنا حق انکو نہ دینے اور لوگوں کو دیدینے سے ان پر ظلم کرتا ہوں اور میں ظلم کرنے سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو کچھ ملک کسری کے فتح کرنے سے

مصرف اسکا۔ یتامی۔ مساکین۔ ابن التیمیئل ہیں۔ اس مصرف میں بنی ہاشم
کو غیر بچہ ترجیح ہے۔ در مختار ص ۲۲۲ وغایت ص ۶۶۴

بشیہ نوٹ صفحہ ۸۔ مال اور ان کی زمین اور انکے علوج ہمارے ہاتھ آئے ہیں اور جو انکے
وارثوں بن بوراثت پہنچے تھے انکو میں نے تقسیم کر دیا ہے اور جس اس میں سے لیا ہے۔ اور یہ
خیال کرنا ہوں کہ زمین انکے علوج تقسیم نہوں اور ان پر خراج و جزیہ مقرر کیا جائے کہ وہ اسکو دیتے
ہیں۔ تم ان گھاٹیوں اور قلعوں کو دیکھتے ہو جہاں حفاظت کے لیے لوگوں کا متعین کیا ضروری ہے اور
تم بڑے بڑے شہر و نگر اور ملک خاشام الحجزیرہ اور مصر کو بھی دیکھتے ہو جن کو لشکروں سے بھرے رکھنے
کی ضرورت ہے۔ اور اس لشکر کا وظیفہ دینا ضروری ہے۔ پھر اگر یہ زمین اور علوج تقسیم ہو جائیں گے تو
ان لوگوں کو وظیفہ کھان سے دیا جائیگا۔ اسپر تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گئے
پھر حضرت عمرؓ نے کہا کہ مجھ کو میری رائے کے درست ہونے پر قرآن شریف سے ایک دلیل ملی ہے اور
انھوں نے (آیت لہ) کو پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین پر تم نے ادوٹوں اور گھوڑوں کو نہیں

لے آیت نے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وَمَا آفَاءَ اللّٰهِ عَلٰی رَسُوْلٍ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلِ وَلَا رِکَابٍ
وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَسْلُطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔ کہ جو کچھ خدا نے اپنے پیغمبر
کو ان لوگوں سے دلوا دیا۔ تو تم لوگ اسپر ادوٹ یا گھوڑے دوڑانے نہیں گئے تھے۔ لیکن خدا اپنے پیغمبر
کو جس پر چاہتا ہے مسلط کر رہا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ آیت دوم مَا آفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلٍ مِنْ اٰھْلِ
الْقُرْبٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَلِلْفُقَرَاۃِ الْمٰہِجِیْنَ الَّذِیْنَ
اٰخَرُوْا مِنْ دِیَارِھُمْ وَالَّذِیْنَ جَاؤْا مِنْ بَعْدِھُمْ۔ ترجمہ جو ہمدرد یا زمین ہاتھ آئے (بطور صلہ) وہ خدا
اور پیغمبر ہی ہوں۔ مسکینوں اور مسافروں اور فقرائے مہاجرین اور ان سب لوگوں کے لیے ہے جو آئندہ
(اسلام میں) آئیں گے یعنی ایمان لائیں گے۔ ۱۲

(۲) مد صدقات یعنی زکوٰۃ سوا اہم و محاصل ارا انہی عشرہ۔ اور وہ آسانی جو مسلمان تجارت سے لی جاتی ہے۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۹۔ دوڑایا اور تم اس پر تسلط ہو گئے ہو تو اس کے اور منہ بہت مقرر ہیں۔ عاصم کے اس قسم کی تقسیم یعنی اس قسم کی مفتوحہ زمینیں تقسیم نہیں ہو سکتی اسکے بعد تمام صحابہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے متفق ہو گئے اور ان میں کسی قسم کا اختلاف باقی نہ رہا۔

حضرت شامہ ولی اللہ صاحب نے اس تمام جھگڑے کی وجہ کو نہایت عمدہ طور پر بیان کیا۔ سیدہ کہتے ہیں کہ اس اختلاف کی وجہ یہ تھی کہ سلاطین فارس و سلاطین روم مسلمان لوگوں پر جو ان ملکوں کی زمینوں کے مالک تھے تسلط کر لیا تھا اور ان سے خراج لیتے تھے اور وہ سلاطین خود ان زمینوں کے مالک اور ان زمینوں کی کھیتی کرنے والے نہ تھے اور نہ اس کے باپ دادا سے انکو بدراشت ہو چکی تھی اور مسلمان انہیں سلاطین متغلبین سے لڑے تھے یہاں تک کہ انہوں نے انکو سوا شام اور سوا عراق سے نکال دیا۔ مگر انکان زمین اور اسکے عروج جو اسکو کاشت کرتے تھے اور اس میں رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے دراشت میں پایا تھا۔ ان میں سے اکثروں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور خراج قبول کر لیا تھا اور ان میں سے بعضے سلطان روم اور فارس کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑے تھے اس سبب سے یہ معاملہ لوگوں پر شتمیہ ہو گیا تھا۔ عوام نے یہ سمجھا کہ جب اس ملک میں لڑائی ہوئی ہے اس لیے وہ زمین مال غنیمت ہیں اور خواص لوگ سمجھ گئے تھے کہ لڑائی تو ان سلاطین سے ہوئی تھی جنہوں نے ان ملکوں پر غلبہ اور تسلط کر لیا تھا مگر وہ لوگ جو زمینوں کے مالک تھے اور ان میں رہتے تھے ان میں اکثروں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور مسلمانوں نے اسکو صلح سے فتح کیا تھا بغیر انٹوں اور گھوڑوں کے دوڑانے کے بلکہ انٹ اور گھوڑے انہیں لوگوں پر دوڑائے تھے جن میں سلاطین نے ان پر تسلط کر لیا تھا

مصر سے اسکا فقر آ رہا تھا۔ مساکین - غازی و مجاہدین میں جو احتیاج کی وجہ سے لشکر اسلام کے ساتھ مل نہیں سکتے یا ناگہان لشکر سے پیچھے رہ گئے ہیں اور طلبہ علم مسافرین - حامل

بغیہ نوٹ صفحہ ۱۰۔ اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملہ میں (آیت نے) بطور دلیل پیش ہی تھی اور جن چند لوگوں نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکر کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے لڑائی لگی تھی۔ انکی زمینیں مال غنیمت تھیں فتح مندوں کو ان کی بابت بھی معاوضہ دلو اگر وہ زمینیں مالکان اول ہی کو واپس دلا دیں اور تمام صوبہ عراق کی ایک سی حالت ہو گئی یعنی مالکان اول ہی کی ملکیت قائم رہی۔ الغرض اگر کسی ملک کے بادشاہ سے لڑائی ہو اور اہل ملک اس میں شریک نہ ہوں تو وہ ملک ایسا مفتوحہ نہیں جو فتح مندوں میں تقسیم ہو سکے بلکہ وہ بدستور اہل ملک کی ملکیت میں رہتا ہے ان اہل ملک میں سے جو لوگ اس بادشاہ کے ساتھ ہو کر لڑیں تو صرف انہیں لوگوں کی ملکیت پر زوال آسکتا ہے اور بادشاہ یا ان کو اختیار ہے کہ چاہے ان کی زمینوں کو فتح مندوں میں تقسیم کر دے اور چاہے ان پر خراج و جز یہ مقرر کر کے انہیں کے پاس رہنے دے۔ ایسے ہی۔

واقعات فتوحات ہندوستان (جیکہ مسلمانوں نے اسکو فتح کیا ہے) پھر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو لڑائی ہندوستان میں مسلمانوں سے ہوئی ہے۔ وہ اس فرقے سے ہوئی تھی جو ملک میں حکمران تھا۔ نہ اہل ملک سے۔ پس جب راجہ کو شکست ہوئی اور تمام باشندگان ملک نے بغیر لڑائی کو طاعت قبول کر لی۔ تو ہندوستان میں بھی بالکل وہی صورت پیش آئی جو صوبہ عراق میں آئی تھی اور ہندوستان فتح مندوں نے ہندوستان میں ہسی طریقہ پر عمل کیا ہے۔ جس پر صوبہ عراق میں عمل ہوا تھا۔ یعنی صرف لڑنے والوں کی حقیت اور باقی ہر شخص کی حقیت میں بڑی تھی اور جو لوگ نہیں لڑے ان کی ملکیت میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہزاروں گانوں اب بھی ہندوستان میں موجود ہیں۔ جو صد ہا سال سے ہندوؤں کی ملکیت میں چلے آئے ہیں اور مسلمانوں کے عہد میں بھی ان پر کچھ زوال نہیں آیا۔

ساتھی و عاشق و عزیز و مقروض اور وہ لوگ ہیں کہ قافلہ حجاج سے اتفاقاً چھپے رہ گئے
ہیں۔ اس مصروف میں ہاتھی خرید کر نہیں ہو سکتا۔ ۱۰۶۶ھ و ۱۰۶۷ھ
(۳) بد خراج و محصول جزیہ یعنی محاصل اراضی خراجیہ اور ٹیکسوں کی آمدنی۔ اور وہ جو کہ
عاشق فرقی تاجرون اور حربی مسلمانوں سے لیتے ہیں۔

مصروف اسکا مقابلین قضاۃ۔ عامل قضاۃ۔ حدود و ساحل کے محافظین طلبہ
علم۔ شہود قسمت یعنی گواہان تقسیم میراث یا بین الورثہ۔ اور ان سب کی اولاد و خوار
بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۔ اور ایسے ہی دیہات ہیں جو مسلمانوں کی ملکیت سے پہلے ہندوؤں کی
ملکیت میں تھے لیکن مسلمانوں نے فتح کے بعد اپنے لشکر کے لوگوں کو دیدے اور اب تک
انہیں کی اولاد ان دیہات کی مالک چلی آتی ہے۔ غلامہ منہون رسالہ حقیقت زمینداروں و
فتوح البلدان وغیرہ

صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ جب امام کسی شہر کو فتح کرے تو اسکو اختیار دے۔ چاہے اس کو
مجاہدین فاتحین میں تقسیم کر دے جس طرح رسول علیہ السلام نے فاکتین خیبر میں اراضیات خیر کو تقسیم کر دیا تھا اور پھر
اہل بلو کو اپنی اپنی جگہ پر قائم رہنے دے اور زمینوں پر خراج مقرر کر دے جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
موجودگی صحابہ و اعراب میں کیا ہے۔ ابن نجیم لکھتے ہیں تاکہ حنفیہ کا اتفاق ہے کہ امام اگر کسی شہر کو بزور
شمشیر فتح کرے اور اہل شہر کو ان کی زمینوں پر قائم رہنے دے اور ان پر خراج مقرر کرے تو وہ
لوگ ان زمینوں کے مالک بن جاتے ہیں اور انہیں تمام مالکانہ تصرفات کر سکتے ہیں مثل بیع و ہبہ
وصییت و اجارہ و اعادہ اور وقف وغیرہ کے عام اس سے کہ تصرف کرنے والا کافر ہو یا مسلمان
اگر مسلمان اس زمین کو خرید کرے گا تو اسکو بھی خراج دینا لازم ہوگا۔ خلاصہ تحفہ مصنف۔

(ملاحظہ)

و عام مصالح مسلمین مثلاً تعمیر قلعجات و بنائے پل وغیرہ ہیں۔

(۴) مدنیات یعنی افتادہ مال۔ نہ کرکہ الاوارث۔ و لاوارث مقتولوں کی وصیت کی آمدنی نہ صرف اسکے محتاج فقراء اور لاوارث بچوں کی پرورش۔ ان کی بیماریوں کا صرف انکی تجہیز و تکفین اور انکے جنایات کی وصیت ہیں۔ درمختار۔ غایت الاوطار ص ۵۸۵ بریلی

عالمگیری میں ہے۔ بیوۃ المال اربعة کُلِّ۔ مَصَارِفُ بَيْنَهُمَا الْعَالِمُونَ فَادْرُكُوا الْعَنَائِمَ وَالْكَفَرَةَ رَكَازَ بَعْدَهَا الْمُتَصَدِّقُونَ وَثَالِئُهَا خَرَايجٌ مَعَ عَشُورٍ وَجَالِيَّةٌ يَكْنِيهَا الْعَامِلُونَ وَرَابِعُهَا الصَّوَابِعُ مِثْلُ مَا لَا يَكُونُ لَهُ اُنَاسٌ وَارْتُونَ مَصَارِفُ اُولَئِكَ اَتَى بِبَصٍ وَثَالِئُهَا حَوَاكٍ مُقَاتِلُونَ وَرَابِعُهَا فَمَصْرِفُهُ جِهَاتٌ تُسَادَى النِّفْعَ فِيهَا الْمُسْلِمُونَ

اگر ناظم رابعہ کو ثلث کی جگہ رکھتا و رابعہا حوَاکِ عاجزون و ثالئہا فمَصْرِفُهُ جِهَاتٌ لکھتا تو اکثر کتابوں کے موافق ہوتا۔ و تفصیلہ فی العالمگیری فصل فَايُوضَعُ فِي بَيْتِ الْمَالِ ص ۶۹۔ دہلی و غایت الاوطار ص ۶۹۔ مطبوعہ بریلی۔

بیت المال میں شاہی اختیارات

(۱) سلطان کو چاہیے کہ بذات بیت المال کو ایک دوسری مین مخلوط نہ کرے اور ہر

لہ مثل تعمیر و حفاظت شارع اعظم نہروں اور کوڑن کا کھدوانا۔ اور ان شخصوں کی پرورش جو عوام کی بھلائی میں اپنی زندگی صرف کرتے ہیں (مثلاً تاجانی و غنی و معلم و مؤذن) مگر مقدس بزرگ اور وہ پارسا جو مرجع خلاف ہیں اور آل علی و شرفا ہیں زیادہ تر حصہ کا استحقاق رکھتے ہیں کیونکہ ان کی توقیر کرنے سے اسلام کے معتقدوں کی توقیر ہوتی ہے۔

ایک مد کی آمدنی اسکے معینہ مصارف ہی میں صرف کرے لیکن ضرورت کی وقت وہ ایک مد سے دوسری مد کے لئے قرض لئے سکتا ہے۔

قَالَ وَعَلَى الْأَقَامِ أَنْ يَجْعَلَ لِكُلِّ نَوْعٍ بَيْتًا مَخْصُصَةً وَلَهُ أَنْ يَسْتَقْرَضَ مِنْ إِنْجِلِهَا لِيَصْرِفَهُ لِلْأَخْرِ غَايَةً الْأَوْطَارِ صَفْحَةٌ ۵۵

(۲) سلطان یا نائب سلطان زمیندار کو خراج زمین معاف کر سکتا ہے۔ لیکن زمیندار اگر مصروف خراج ہے مثلاً قاضی ہے یا مفتی تو اسکو لینا جائز ہے ورنہ اسکو تصدق کر دینا چاہیے اس طرح عشری زمین کا عشر بھی زمیندار کو معاف کر دینا جائز ہے لیکن معافی اگر مصروف عشر ہے مثلاً وہ فقیہ یا مقدس پارسا یا سپاہی یا کوئی سرکاری عہدہ دار ہے تو اسکو لے لینا جائز ہے ورنہ چاہیے کہ تصدق کر دے۔

قَالَ لَوْ تَوَلَّى السُّلْطَانُ ادْنَاءَ ثَبَةِ الْخُرَاجِ لِرَبِّ الْأَرْضِ أَوْ ذَهَبَ لَهُ وَلَوْ بِشَقٍّ جَازِعٍ عِنْدَ لَثَانِي رَحْلٍ لَهُ لَوْ كَانَ مِصْرَفًا وَلَا تَصَدَّقَ بِهِ يَفْقَهُ - اَيْضًا كَذَا كَوْ جَعَلَ الْعَشُورَ لِلْمَقَاتِلَةِ جَازِلًا لَهُ حَصَلَ بِقُوَّتِهِمْ طَبْعًا وَصَفْحَةً ۵۶

(۳) چونکہ بیت المال عام مصالح المسلمین کے لئے ہے اسلئے مستحقین بیت المال کے لئے بعض بیت المال از قسم نقد یا اراضی کا جدا کر دینا جائز ہے۔ مگر چونکہ بادشاہ صرف

۵۶ یعنی جائز ہے بروقت ضرورت ایک مد سے دوسری مد کے مصارف کیلئے قرض لینا چہرہ اس قسم کے مد کا مال ہووے تو جس مد سے قرض لیا ہے اس میں جمع کر دینا چاہیے مثلاً اگر قضا کا مال ہے مد عشر سے قرض لیکر دیا ہے۔ تو جب خراج تحصیل ہو کر اسے اتنا مال مد عشر میں جمع کر دینا چاہیے لیکن اگر قاضی مصروف عشر بھی ہے یعنی عینی نہیں ہے اور محتاج ہے تو جمع کر لینی حاجت نہیں۔

غایت ص ۵۶ فصل خبر جمہوری میں ہے حاکم اسلام پر واجب ہے کہ عشر خراج و خیر و غیر جو بقدر ملک سے وصول ہو وہ انکے مستحقین ہی پر صرف کرے اور انکے غیر میں صرف کرنا ممنوع ہے۔ غایت ص ۵۶۔

مال گزاری کا مالک ہے بیت المال کی زمین کے رقبہ کا مالک نہیں اس لیے اگر وہ کسی شخص کو آباد شدہ و مزروعہ اراضی بیت المال سے دینا چاہے۔ تو جائز نہیں وہ صرف خزانہ زمین کو اپنی طرف سے مہجوب الی کی طرف منتقل کر سکتا ہے۔ قَالَ وَجَزَّ أَنْطَاعُ بعض بید مال علی مستحقہ لیصل الیہ یسہولۃ اعانتہ المستحقین فی بیت المال کنی وصول حقہم وینہ ص ۶۶ طح ایضاً اذ حاصلہا ات الرقبۃ للبت المال و الخراج لہ ص ۶۹ عایت ایضاً فان کانت مواتاً اذ مالک للسلطان صح و قنہا و ان کانت من حق بیت المال لا یصح (شرح اشباہ والنظائر)

(۴) مسجدوں درگاہوں اور تکیوں کے مصارف کے لئے بعض اراضی بیت المال کا وقف کرنا جائز ہے۔ سب سے پہلے یہ کام سلطان نور الدین شہید نے کیا ہے لیکن اس قسم کے اوقاف ارسادات ہوتے ہیں کیونکہ سلطان بیت المال کا مالک نہیں اور وقف کے لئے ملک ضروری ہے۔ قَالَ عیسیٰ۔ اِنَّ اَوَّلَ مَا وَقَفْتُ اَرْضَیْ بَیْتِ الْمَالِ عَلَی الْتُکَا یَا وَ الْمَسَاجِدَ وَ غَیْرِهَا السُّلْطَانُ نَوْر الدِّین شَہِید و لَمْ یَقْعْ ذَلِکَ مِنْ اَحَدٍ قَبْلَہُ وَ اسْتَفْتٰ اِبْنُ عَصْمُوْنَ فِیْ ذٰلِکَ فَاَقْبَاہُ بِالْجَوَازِ وَقَالَ اِنَّ شَا دَیْ ذٰلِکَ اِرْصَادًا۔ ص ۶۶ طح وَ قَالَ الْاِرْصَادُ مِنْ السُّلْطَانِ لَیْسَ بِاِیْقَافٍ الْبَیْتِ عَایِ ص ۶۹

(۵) بیت المال کی مزروعہ آباد شدہ زمین میں سلطان کو اختیار ہے کہ اسکو امامی طور پر بیت المال میں رکھے یا اجارہ پر وید سے جیسے کہ حضرت عمرؓ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما

۶۔ فتوح عراق میں سے اراضیات کسریٰ ذہلی کسریٰ اور وہ جن کے مالک بھاگ گئے تھے اور تمام اس قسم کے املاک کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال کے لئے خاص کر دیا تھا اور ان کی آمدنی کو جو نو کروڑ درہم کے قریب تھی مصالح المسلمین میں صرف کیا کرتے تھے۔ اور ان میں سے کسی کو بطور بجا گیر و اقطاع نہیں دیتے تھے۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بعض

نے کیا ہے۔

(۶) اراضی مملوکہ بیت المال کی بیع جائز نہیں مگر ضرورت شدید کے وقت اور اس حالت میں بھی جائز ہے جبکہ زمین کی قیمت بڑھ گئی ہے اور لوگ اس کے خریدنے میں رغبت کرتے ہیں ایسی صورت میں جائز ہے کہ سلطان خود ہی اس کو خرید لے اس طرح کہ وہ واروۃً بیت المال کو اس کے بیع کا حکم کرے اور بعد بیع کے اس مشتری سے خود خرید لے۔ قَالَ اِنْ لَّا مَالًا بِمَعْقَدِ بَيْتِ الْمَالِ عَلَى قَوْلِ الْمُتَقَدِّمِينَ مَطْلَقًا وَالْمُفْتَى بِهِ لِحَاجَةٍ اَوْ مَصْلَحَةٍ وَمِنْ ذَالِكَ الْاَرْضِ الْحِجَاجِيَّةُ (ابن نجيم تحفہ مضیہ) اَيْضًا لَا يَصَحُّ بَيْعُ لِّلْاِمَامِ وَلَا لِشُرَكَائِهِ مِنْ وَاكِلِ بَيْتِ الْمَالِ لِشَيْءٍ مِنْهَا لِاَنَّهُ كَوَلِيٍّ اِلَيْتِمُ فَلَا يَجُوزُ اِلَّا لِلضَّرُورَةِ - وَفِي الْجَبَرِ اَوْ رَغِبٍ فِي الْعِقَارِ بِضِعْفِ قِيَمَتِهِ صَلَافًا غَايَتِ اَيْضًا لَو ارَادَ السُّلْطَانُ شَرَّهَا لِنَفْسِهِ يَأْهُرُ غَيْرُهَا بِلَيْعِهَا ثُمَّ لِيَشْرِيَ بِهَا مِنْهُ لِنَفْسِهِ ص ۲۶۳ طحاوی وغایت ص ۴۱۰

الطَّاء

(۱) مستحقین بیت المال کے لئے اراضی بیت المال بمنزلہ وقف ہے امام کو اختیار ہے کہ ان کو حسب استحقاق حصہ اراضی بیت المال عطا کرے یا اس زمین کی آمدنی ان کے مصالح عامہ میں صرف کرے۔ صَرَّحُوا بِأَنَّ اَرْضِي الْأَمِيرِيَّةِ يُسَلَّكُ بِهَا مَا يُسَلَّكُ بِأَرْضِي الْوَقْفِ ص ۱۶ مہدویہ اَيْضًا وَتَرَكَ الْاَرْضِ وَجَعَلَهَا بِمَنْزِلَةِ الْوَقْفِ عَلَى الْمُقَاتِلَةِ اِنْ شَاءَ لَقُلْ اِلَيْهَا قُوَّةٌ مَّا آخَرِينَ مِنْ اَهْلِ الدِّيَارِ وَجَعَلَهَا

نوت بقیہ صفحہ ۱۵۔ اقطاع بطور جاگیر لوگوں کو دیدے گئے تھے مگر یہ اقطاع تملیک نہ تھی بلکہ اقطاع اجارہ تھا اور ان کی آمد بطور خراج مصالحہ مسلمین میں صرف فرمایا کرتے تھے۔ تاریخ سوانحات خلفاء

خَرَاجِيَّةٌ خَرَجٌ مُقَاسَمَةٌ أَوْ مُقَاطَعَةٌ فَيَصِيرُ خَرَاجُهَا إِلَى الْمُقَاتِلَةِ -
 ص ۳۲ عالمگیریہ

(۲) عطاء نے اراضی کا یہ ارج قدیم سے چلا آتا ہے جیسے کہ اخبار میں ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے اور نیز خلفائے راشدین نے بعض بعض صحابہ کو جاگیر میں عطا کی ہیں۔ قَالَ ابُو یُوسُفَ تَدْبِجُوتُ هَلْ هِيَ إِلَّا تَارِبَاتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْطَعَ أَقْوَامًا وَأَتَى الْخُلَفَاءُ مِنْ بَعْدِهِ أَقْطَعُوا دَرَايَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاحُ فِي مَافَعْلٍ - اَيْضًا قَالَ أَقْطَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالُ بْنُ حَرْثٍ الْمُزْنِيَّ حَابِلِينَ الْبَحْثِ وَالْقَصْرِ وَالزُّبَيْرِ أَرْضًا فِيهَا تَحْلُ مِنْ أَمْوَالِ بَنِي نَضِيرٍ كِتَابُ الْاُخْرَاجِ ابْنِ يُوْسُفَ ص ۳۳

اَيْضًا ذَكَرَ أَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَقْطَعَ الْعَقِيقَ أَجْمَعَ لِلنَّاسِ حَتَّى جَارَتْ قِطِيعَةُ أَرْضِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَيْضًا أَقْطَعَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَانَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي التَّهْرَنِينَ وَلِعَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ اسْتَيْنَا وَأَقْطَعَ حُبَابًا صُنْعَاءَ وَأَقْطَعَ سَعْلَ ابْنِ قَالِكٍ هُرْمَزَانَ - (کتاب خراج ابویوسف فصل القطایع) (۳) فقہائے متقدمین کی اصطلاح میں اقطاع کا لفظ عطیہ لے ارضی موات (افنا وہ و بخر

لہ بلال حضرت بلال بن حارث مزنی آپ مدینے کے رہنے والے ہیں مزنیہ کی وفد کے ساتھ رجب شہ میں آئے تھے فتح مکہ کے دن قبیلہ مزنیہ کا جینڈا آپ ہی کے ہاتھ میں تھا۔ سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام نے دادی عقیق آپ کو معافی میں عطا فرمائی تھی۔ ایسے ہی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اموال بنی نضیر میں سے ایک باغ عنایت کیا گیا تھا (اسد الغابہ جلد ششم) ایسے ہی حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جو موجودگی صحابہ کرام حضرت عقیق کو عروہ بن زبیر کی زمین جاگیر دی ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن مسعود کو نہر بن مین اور حباب رضی اللہ عنہ اور سعد بن مالک کو ہرمزان کی زمین جاگیر میں دی ہے۔ (خراج ابی یوسف) (مواضع)

زمین کے لئے مخصوص الاستعمال ہے۔ اور فقہائے متاخرین اس لفظ کو تملیک
منافع اراضیٰ مزروعہ بیت المال میں استعمال کرتے ہیں۔ اسی اختلاف کی باعث
مسائل متفرعہ اقطاعات آپس میں مختلف ہیں کیونکہ متقدمین کی اصطلاح پر اقطاعات
میں تو ریشہ وغیرہ احکام ملکیت کے جاری ہو سکتے ہیں اور متاخرین کے استعمال
کے بموجب معطلی نہ ایسی عطایں الکاۃ تقررت نہیں کر سکتا مگر اس وقت کہ امام وقت
ارضیٰ بیت المال کو بطور تملیک عطا فرمائے۔

قَالَ اِنْ اِلْقَاءِ اِلْتِمَاسِ يَكُونُ فِي الْمَوَاتِ - ص ۱۱۱ کبریٰ ایضاً قَالَ التَّقْيُ الشُّبْكِي
الاقطاعات المعروفة في هذه الزمان من السلطان الجندی فی ارض عامر و
لست تعلمها وتكون لهم فوائدها ومنافعها ما لم يذرعها منهم او يموؤوا ص ۱۱۱
کبریٰ ایضاً وفي البحر حکم الاقطاعات من اراضیٰ بیت المال اذا حصلها ان
التقریر لیبیت المال والخراج له وحیث فلا یصح بیع ولا هبة ولا وقف
ص ۱۱۱ غایت ایضاً اقا الاراضی الَّتِی اَعْطَاهَا الْاِمَامُ تَمْلِکًا فیمجری فیہ منها
جميع ما یجری فی المملک (عمدة الرعاية)

(۴) ارضیٰ بیت المال کے اول اور حقیقہ مستحق وغازی مجاہدین ہیں جنکے ہاتھ پر
ملک فتح ہوا ہے اور وہ علمائین جو اعلامیہ کلمۃ اللہ اور اشاعت شریعہ اسلام میں
ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ امام وقت اگر فائزین ملک میں مفتوحہ زمین بطریق
اقطاع تقسیم کر دے اور وہ اسپر قابض ہو جائیں تو وہ زمین مزروعہ ہو خواہ غیر مزروعہ
و اُفتادہ ہوں گے ملک میں آجاتی ہے امام وقت کو ایسی زمین کا بلا عوض واپس لینا
جائز نہیں ہے ایسی ہی مفتوحہ اراضیات اگر مالکان اول کو واپس عطا کی جائیں تو

وہ انکے مالک بنجاتے ہیں۔ قَالَ وَمِنْهَا مَا أُعْطِيَ الْأَمَامُ بِأَوَّلِ الْفَتْحِ لِبَعْضِ الْغُلَامِينَ
 أَوْ لِبَعْضِ الْمُسْتَحْقِقِينَ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَوْ غَيْرِ الْعُلَمَاءِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَحْيَاهَا بِأَذْنِ
 الْأَمَامِ أَوْ فَتَحَ بَعْضُ الَّذِينَ أَخْلَجُوا مَعَهُ الْأَقَامِرَ فِي دَارِ الْحَرْبِ بِلَدٍّ مِنَ الْبِلَادِ فَاقْرَأَهَا
 عَلَيْهِمْ فَأَحْيَوْهَا بِأَذْنِهِ فَشَمِلَ هَذِهِ الْأَرْضُ تَدْخُلُ فِي مِلْكِهِ هُوَ لَا يَخْلَافُ
 وَتَصِيرُ الْأَرْضُ عَشِيرَةً قَطِيعَةً (رسالہ علامہ تھانی سر)

عظیہ محمد و النعام موبد

یہ اس عظیم مستحقرہ اور انعام دائمی کا نام ہے جس میں اراضی بیت المال بطور
 تملیک عطا کی جاتی تھیں اور اسکے وجہ ثبوت میں کسی خاص وقت و حد کی تعیین
 نہیں کی جاتی اس قسم کا انعام معطیٰ لہ کا مالک شمار کیا جاتا ہے جس سے وہ اس میں
 اپنے دوسرے املاک کی طرح آزادانہ پورا پورا تصرف کر سکتا ہے۔ بیع۔ ہبہ۔ ترمیم
 وغیرہ جمیع احکام ملکیت اس پر جاری ہو سکتے ہیں۔ اور حکم عطا ساقط ہو جاتا ہے معطیٰ لہ

بِأَوَّلِ الْفَتْحِ اور داخلین مع الامام کی ہر واحد قید سے معلوم ہوتا ہے کہ احیاء سے مراد اس جگہ قبضہ بقصد
 احیاء مراد ہے اور عطا سے مراد عام عطائے اراضی ہے مرزوعہ جو خواہ غیر مرزوعہ صرف عطائے ارضی موات
 مقصود نہیں۔ ورنہ ہر دو قیود یکساں ہیں۔ کیونکہ ارضی موات کو زندہ کرنے والا شخص مسلمان ہو خواہ ذمی غازی
 و مجاہد ہو خواہ قاعد و تاجر اس کا مالک بن جاتا ہے جیسے کہ ہم فصل احیاء موات میں بیان کریں گے اور جیسے کہ
 جناب رسول اکرم علیہ السلام کے زمانہ میں غنیمت کے پانچ قلعے فاتحین غنیمت میں اور بنی نصیر کے تمام ارضیات
 مرزوعہ و غیر مرزوعہ و باغات فاتحین مجاہدین و انصار میں تقسیم کر دیے گئے تھے۔ ایسے ہی جب ملک
 کسری فتح ہوا اور محاربین کی بعض اراضیات مجاہدین فاتحین میں تقسیم ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے قبل اس کے کہ انہوں نے ان عطیہ زمینوں میں کچھ تصرف کیا ہو ان فتح مندوں کو ان زمینوں کا
 معاوضہ دلا کر وہ زمینیں مالکان اول کو واپس دلا دیں تھیں جیسے کہ ہم نے بصرہ جت ذیل حاشیہ حقیقت
 زمین اسکو بیان کیا ہے۔ (مولف)

کی وفات کے بعد اسکے ورثہ حسب فرایض البتراس بین سے حصہ ورسد پانچ مہین
اسکے دو قسم ہیں۔ (۱) عطیہ رقبہ زمین معہ خراج زمین۔ (۲) عطیہ محض رقبہ
زمین بدون خراج۔

قَالَ الْإِقَامُ الْمُوتِلُ وَالْمُخَلَّلُ مَا لَا يَدُ كُفَيْتِ التَّوْقِيْتُ - اِيضًا الْمُوتِلُ يَدْخُلُ
فِي الْمَلَاحِ فَيُبَاعُ وَيُورَثُ وَيُوهَبُ - ۳۹۵ فتاویٰ صدریہ قلمی - اِيضًا قَالَ
الْكُرْخِيُّ وَعَامَةُ الْمَشَاحِخُ لَوْ تَصَدَّقَ سُلْطَانٌ عَلَى مَسْتَحِقٍّ اَرْضًا مِنْ بَيْتِ الْمَالِ
وَجَعَلَ بَعْدَهُ اَوْلَادًا ۶ وَاَوْلَادُ اَوْلَادِهِ اَبْدًا اِلَى مَا تَنَا سَلُوْا اِنَّ هَلَّا صَدَقَ
مُتْلِكَ ۶ وَيَجْعَلُ بَعْدَهُ اَوْلَادًا ۶ بِحَسْبِ الْمِيرَاثِ ۳۹۶ صدریہ الاستیعاب ودرستیہ
عمریک قریہ از حضور حاکم وقت بطریق انعام مؤبد بنام خودداشت و بحضور یک پسر
و دو دختر فوت کرد ورثہ مذکورین در باب حصہ ورسد خود ہا منازعت میدارند مشرعانیوں
کہ قریہ مذکور را موافق فرایض التقدیم نمایند۔

الجواب۔ در صورت صدق تقریر مذکورہ ورثہ متوفی را میرسد کہ بموجب فرایض
التقدیم نموده حصہ خود را بگیرند زیرا کہ در انعام مؤبد وراثت جاری میشود ۳۹۷ صدریہ

مدد معاش

(۱) تملیک منافع اراضی بیت المال کو مدد معاش کہتے ہیں اس ملک کا ثبوت
سلطان یا نائب سلطان کے منشور سے ہوتا ہے اور اس شخص خاص کا حصہ
شمار کیا جاتا ہے جس کا نام درج منشور ہوتا ہے۔ اس قسم کے املاک (موقت ہون
یا غیر موقت) امدادی و طائف ہون خواہ استحقاقی) کا اجراء و نظام ہمیشہ حاکم وقت
کے تابع رہتا ہے۔ مطلقاً نہ کی وفات کے بعد حاکم وقت مختار ہے کہ وہ ملک

داخل بیت المال کر لے خواہ متوفی کے کسی ایک ارٹ کے کو عطا کر دے خواہ
 جملہ متعلقین متوفی پر صدقہ کر دے۔ قَالَ الْإِرَاضِي الْمَعَاشِيَةُ الْمَعْبُودَةُ فِي الْهِنَا-
 لَيْسَتْ مِنَ التَّرَكَةِ وَلِهَذَا لَا تَوْرَثُ ثَلَاثَ الْإِرَاضِي بَعْدَ مَا أُعْطِيَتْ لَهُ وَلَا
 تَبَاعُ وَلَا تُوَجَّرُ وَلَا تُرْمَنُ وَلَا تَمْلِكُ وَلَا وَصِيَّةٌ فِيهَا فَالْعَبْرَةُ فِي الْإِرَاضِ
 الْمَعَاشِيَةِ لَكُمْ الْأَمِيرُ وَنَائِبُهُ كَالصُّدُورِ فَلَا تِي شَخْصٍ جَوْرُهَا فِي كَه-
 ص ۳۹۵ صدریہ ایضاً احتیاد کہ پادشاہان بمستحقان میں ہند و ذپیغہ و روزینہ کہ از حمایت حکام
 پابند ترکہ و میراث نمی شود بلکہ آن بدست معطی است یعنی صاحب بخشش بہر کہ
 خواہد بہد۔ ص ۳۹۳ ایضاً اذا اعطى الامام ارضا لرجل لوجه الادار او لا
 لستحقاق لا یسلکہ لان بعد موته یتحتاج الورثہ اذن الاقام ص ۳۹۱ صدریہ
 قاضی القضاۃ ارضا علی علی ایضاً قال السُّلْطَانُ لَهُ اَنْ یُتَّوَجَّهَ مِنْهَا (شرح اشباہ
 والنظائر) ایضاً یُعْلَمُ مِنْ قَوْلِ الثَّانِي حَاكِمِ الْاَقْطَاعَاتِ مِنْ اِرَاضِي بَيْتِ الْمَالِ
 اِذَا حَاصِلُهَا اَنَّ الرَّقْبَةَ لِبَيْتِ الْمَالِ وَالْخَرَاجُ لَهُ وَحَنِیْنٍ فَلَا یَصْنَعُ بَیْعَهُ وَلَا
 هَبَیْبَتَهُ وَلَا وَفَقَهُ غَايَةُ الْاَوَاطَارِ ص ۳۹۵ بریلی

(۲) الغرض عطیہ مدو معاش میں معطی کہ خراج زمین اور اس کے منافع کا مالک ہوتا ہے
 اصل زمین اسکی ملک میں داخل نہیں ہوتی بلکہ بحال وہ بیت المال کی ملکیت رہتی ہے
 ایسے معطی کہ اس زمین میں مالکانہ تصرف نہیں کر سکتا اور نہ یہ حق کسی طرفہ انتقال
 سے منتقل ہو سکتا ہے جو بریجہ نشان جاگیر یا مدو معاش معطی کہ کے طرف منتقل کیا
 گیا ہے۔ الاستفتاء در صورتیکہ نزدیک قریہ از حضور ناظم وقت الی یوم الموت
 بطریق مدو معاش بنام خود داشت۔ و بحضور یک پسر یک دختر فوت کرد و شرعاً این رقم

بابین ورنہ بطریق فراہم خواہد شد

الجواب - در دو معاش کہ عبارت از عطائے سلطانی است وراثت و غیرہ جاری نیست کما فی الاستنباه والنظائر العطا یا لا یورث بعد موت زید ورنہ اس نزو مستولی رجوع نمایند او بہر کہ را عطا نماید اورا باشد الا عطاء لمن جعله السلطان (صدیق) (۳) یہی حکم معاش مشروطہ بخدمت مثل قصدا و احساب و غیرہ کا ہے کیونکہ اس معاش میں بھی احکام تورث و غیرہ جاری نہیں ہوتے۔

قَالَ لَوْ اعطَى السُّلْطَانُ اَوْ نَائِبُهُ الرَّجُلَ عَلَى وَجْهِ اِذَا دَارَ الْخَلْدَ قَدَاتِ الشَّرْعِيَّةِ كَالْقَضَاءِ وَالْاِحْتِسَابِ اَوْ جَزَاءِ التَّائِيْدِيْنَ اَوْ اجْرَةِ الْاِمَامَةِ هَلْ تَصِيْرُ تِلْكَ اِلِاِ رَاضِي مِلْكًا اَمْ لَا الْجواب فقال الْعُلَمَاءُ الْمَتَاخِرِيْنَ لَا لِاِنَّهُ اِذَا مَاتَ ذَا الْحِلِّي الرَّجُلُ يَدْخُلُ فِي اَرْثِ اَوْلِيَاءِ السُّلْطَانِيَّةِ وَيَتَوَقَّفُ عَلَى اَمْرِ جَدِيدٍ فِي الْمَالِكِ حَتَّى لَا يَكُوْنُ لَوْ رَثِيْهِ اِلَّا اِذَا كَانَ فِي يَدِ الْوَارِثِ مَلْشُوْرًا خَلِيْفَةً اَوْ مَلْشُوْرًا مِّنْ يَفُوْضُهُ السُّلْطَانُ كَالنَّائِبِ (صدیق)

الاستفتاء - در صورتیکہ معاش مشروطہ بخدمت قصدا یا صدارت بنام زید از حاکم وقت مقرر ہو بعد فوت زید ہاں حاکم یا حاکم دیگر آن خدمت رافعہ معاش مشروطی ہر یکے از فرزندان زید بجال داشت پس دیگر فرزندان زید را در معاش مشروطہ حصہ میرسد یا نہ۔

الجواب - در اجرائے معاش مشروطہ باشد یا غیر مشروطہ حاکم مختار است بنام ہر کس کہ خواہد مقرر نماید و این از قسم ترکہ زید نیست تاکہ ورنہ دوسے و ران مشارک باشند کما فی الاستنباه والنظائر العطاء للذی جعل الامام العطاء له لا یستحقاق العطاء

بائنات الامام لکھنؤ فیروز خان الخیر صدریہ ۳۹۳ قلمی۔

(۴) اگر کسی مقدس بزرگ کی درگاہ کے لئے کچھ عطائے کی گئی ہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ کہ اس میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

الاستفانہ در صدر تیکہ یک قریہ از حصون ناظم وقت نذر درگاہ فلان شہید مقرر است الحال ورنہ شہید مذکور در باب حصہ رسد آن منازعت میدارند شرعاً میتوانند کہ قریہ مذکور را تقسیم کردہ گیرند۔

الجواب۔ در صورت مذکور ہر سیکہ متولی آن مکان خواہ شداد وراثت و قریہ مذکور میرسد نہ دیگرے را و وراثت نیز درین جاری نیست صدریہ ۳۹۴

(۵) اگر عطا کسی بزرگ کی درگاہ کے مصارف اور اسکے خداموں اور عام فخر کی خدمت یا کسی خاص صنف یا جماعت مثلاً حفاظ یا ذاکرین کے مصارف کے لئے دیکھی ہے۔ اور اس میں خاص خاص شخصوں کے حصوں و رسد کا مقدار معین نہیں کیا گیا تو اس میں بھی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ اور عام متولی اوقات بحفاظ حیثیت شخصی و باعتبار خدمت ایک کو دوسرے پر حصہ رسد میں ترجیح دے سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب لکھتے ہیں۔ و متولی جمع و تقسیم یک کس امین را باید ساخت و تقسیم بر دوس احباب را از اولاد و تلامذہ باید نمود مانند تقسیم سن بر ذوی القربی اگر کسی انیکہ حاجت زیادہ دارند یا خدمت زاید یا باعث مرجعیت خلایق میشوند ترجیح آہنا باسکے ندارد۔ فتاویٰ عربیہ

(۶) عطیہ معاش کا اجراء اگر شخص معین کے نام پر ہوا ہے اور اسکے منشور میں معطی کی اولاد و حفاظ وغیرہ متعلقین کا کچھ ذکر نہیں کیا گیا۔ اس صورت میں معطی کی وفات

کے بعد اسکے ورثہ اس میں سے بعد زوال فیض اللہ حصہ پاتے ہیں۔ یعنی اس قسم کی عطا میں توریث جاری ہوتی ہے۔ دیکھو استقنائے ذیل۔

(۷) مدو معاش جب کسی خاص متعین شخص کے نام سے نہ ہو بلکہ کا تقرر معطی لہ اہل اسکی اولاد و احفاد پر عام ہو یا معطی لہ اور اسکے متعلقین کے نام پر ہو تو اس وقت آمد عطیہ کی تقسیم اولاد و احفاد وغیرہ متعلقین میں بالتسویہ ہوگی۔ اس تقسیم میں ذکر و انات مساوی حصہ پاتے ہیں۔ قَالَ لِذَاقَامِ اَنْ يَّعْطٰى الْوُظَيْفَةُ لِزَيْدٍ وَ اَوْلَادِهِ وَ اَحْفَادِهِ فَيُقْسَمُ بَيْنَهُمْ بِالتَّسْوِيَةِ وَ لَا يُفْضَلُ ذِكْرٌ عَلٰى الْاُنْثٰى وَ يُخْلَفُ فِيْهِمْ اَوْلَادُ الْبَنَاتِ ^{۱۱۹} عَنْ شَرِيعَةِ الْاِسْلَامِ

الاستقنائے زید زمین انعام قدیم الایام و یک خانہ و زوجہ و دو پسر و یک دختر و مادر و خواہر گداشته فوت کرد۔ پس مادر و خواہر و بہر دو ملک حقیقت وارند یائے و اگر گداشته باشند چہ قدر حصہ راستحق شوند۔

الجواب۔ در صورتیکہ زمین انعام بطریق انعام موبد بنام زید از طرف حاکم جاریست از ازماع خانہ مملوک و کے قسمت کردہ بعد ادائے دین و غیرہ کہ بر میراث مقدم اند اگر چیزے از ان باقی ماند آنرا یکصد و بیست حصہ کردہ پانزودہ سہام بزوجہ و کے و بیست سہام بپدرش و بیست و ہشت سہام بہر دو پسر علی التویہ و ہفدہ بدختر خواہر رسید و بخواہر از ان بیست و یک حصہ و در صورتیکہ زمین انعام پدر زید کہ زید بعد مرگ پدر در قبض خود آورده اگر حاکم آن زمین را بنام خاص زید اجرا کردہ آن زمین خاص بنام اوست و در ورتہ منقسم خواہد شد چنانکہ گذشت۔ و اگر بطریق پدرش متعلقان و کے جاری کردہ باشند ہمہ علاقہ داران پدر و کے و در ان زمین استحقاق بر سبیل مساوات

میدارند۔ وخواہر نیز از ان حصّہ خواہد یافت ۳۹۶ صدر یہ بہر قاضی القضاۃ محمد رضا علی خان
(۸) عطیہ معاش اگر زید اور اسکے ولد یا اولاد کے نام پر جاری کی گئی ہے تو زید
کے ساتھ اسکی موجودہ صلبی اولاد و ذکور و اناث شریک حصّہ رہیں گے اور جب تک
ان میں سے ایک بھی باقی رہیگا کل آمدنی اسی اکیلے کا حق سمجھی جائے گی مذکر
ہو خواہ مونث اور زید کی اولاد کی اولاد محروم رہیگی لیکن اگر ولد و ولدہ و ولد یا اولاد
اولاد لکھا ہے تو زید کے ساتھ ہر دو بطن کی موجودہ صلبی اولاد یعنی بیٹے بیٹیاں پوتے
پوتیاں جو موجود ہیں یا بعد از ان پیدا ہوں شریک عطیہ سمجھی جائے گی اور ان کی موجود
میں اولاد اسفل بطنین اور اولاد اناث یعنی نواسی نواسیان محروم رہیں گے۔

و اعلم انھم ذکر و ان ظاہر الروایۃ المفتی بہ عدم دخول اولاد البنات فی
الاولاد مطلقاً اے سواء قال علی اولادی بلفظ الجمع او بلفظ اسم الجنس
کو لدی و سواء اقتصر علی البطن الاول کما مثلنا او ذکر البطن الشانی
مضافاً الی البطن الاول المضاعف الی ضمیر الوقت کا ولادی و اولاد
اولادی او العائد علی الاولاد کا ولادی و اولاد ہم علی جانی اکثر الکتب
ایضاً۔ اذا قال علی ولدی فان ولد البنات لا یدخل فی ظاہر الروایۃ لان اسم الولد

لہ ولد بلفظ اسم جنس و اولاد بلفظ جمع کا اطلاق شریک البطن ولد و بنت اور ولد کی اولاد پر ہوتا ہے
اولاد و بنت پر اسکا استعمال نہیں ہوتا حضرت ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک
شخص نے وصیت کی کہ اسکے مال کا ثلث ولد زید کو دیا جائے پس وصی کے مرنے وقت اگر
زید کی صلبی اولاد و ذکور و اناث موجود ہے تو اس وصیت کا تمام مال ان سب میں بالتویہ تقسیم ہوگا
لیکن اگر اسکی صلبی اولاد نہیں اور اولاد کی اولاد موجود ہے تو اولاد کو زید یعنی بیٹے کی اولاد کو وصیت کا
مال دیا جائیگا اور اولاد اناث محروم رہے گی۔ مہدویہ باب الوقت۔ (مولف)

یتناول ولده یصلب وانما یتناول ولدا ابن لانه ینسب الیه عرفاً وهو
اختیار لقول لہلال وصحوا فی السخانیہ (مہدویہ باب الوقف) ایضاً کو قال رضی
ہذہ صدقہ علی ولدی ولدی یدخل فیہ ولده الصلبیہ وکذا
ولده الموجود يوم الوقف وإن حدث بخله لیستترک البطنان فی الخلفہ
ولا یدخل فیہ من أسفل ہذین البطنین ولا یدخل فیہ اولاد النباۃ
فی ظاہر الروایت وعلیہ الفتوی ص ۱۱۹ عالمگیریہ

(۹) عطیہ اگر زید اور اسکے اقارب یا متعلقین کے لئے ہے تو معطی اس کے ساتھ
رسد عطیہ میں وہی لوگ شریک ہو سکتے ہیں جنکی قرابت شرعاً معتبر ہے۔ یعنی وہ اسکو
قریبی رشتہ دار ہیں۔

الاستفسار۔ در صورتیکہ قاضی شیخ محمد علی ابن محمد حسین محتسب زریوی میہ کذا از
حضور ناظم وقت الی یوم الموت بنام خود داستہ بجنوبیک زوجہ مسماۃ بڈی بی بی
ویک پسر باسم غلام علی و دو دختر کیہ خانم صاحبہ و دیگرے حبیبیۃ النساء و ابن الابن
باسم فخر الدین۔ و ابن بنت الابن باسم غلام حسین وفات یابد بعد ناظم وقت بعد
انفصال سے مدتے ہما تقدیر میہ برائے متعلقان قاضی مرحوم مجدداً مقرر نہایت پیشتر
از تقریر تجدید زوجہ قاضی مرحوم و حبیبیۃ النساء دختر فوت کردہ باشند و در حین این
تقریر غلام علی و خانم صاحبہ پسر و دختر قاضی مرحوم و نیز فخر الدین بن میرہ و غلام حسین
ابن بنت الابن حی و قائم بودند الحال نیز ہستند شرعاً اینکہ عطا است حق غلام علی
و خانم صاحبہ باشد یا غلام حسین و فخر الدین مذکورین را باہینہ در ان حق است
الجواب۔ حق غلام علی و خانم صاحبہ مذکور است حق غلام حسین و فخر الدین در ان

نیست زیرا کہ در تعلق بقاضی مرحوم قُرب قرابت معتبر است بعیدہ معتبر نہی۔
 کما فی الاستبواب والنظار۔ العبرۃ یقرب القربا بت واللہ اعلم ص ۳۹ فتاویٰ ص ۱۰
 (۱۰) عطیہ معاش اگر زید اور اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور اُن کی اولاد نسلاً بعیدہ
 نسل بطناً بعد بطن کیلئے عطا کی گئی ہے۔ تو اس صورت میں یعنی جبکہ بطن ثالث
 کا ذکر کیا گیا ہے بعد عطیہ معطیہ کے اقرب و ابعد۔ اسفل و اعلیٰ ذکر و انما
 اولاد پر ہمیشہ بالسویۃ تقسیم ہوا کرے گی۔ اس تقسیم میں کوئی شخص کسی کے لئے واجب
 و محرومی رسد کا باعث نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے گا
 تمام آمدنی اکیلے کے لئے ہوگی۔ لَوْ قَالَ اَرْضِیْ هَذِهِ صَدَقَةٌ مَوْفُوقَةً عَلَی
 وَلَدِیْ وَ وَلَدِیْ وَ وَلَدِیْ وَ وَلَدِیْ ذَکَرُ الْبَطْنِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهُ یُصْرَفُ
 الْغَلَّةَ اِلٰی اَوْلَادِهِ اَبَدًا مَا تَنَاسَلُوا۔ مَا بَقِيَ اَحَدٌ۔ وَ یَكُوْنُ الْوَقْفُ عَلَیْهِمْ وَ عَلٰی
 مَنْ اَسْفَلَ مِنْهُمْ اَلَا قُرْبُ وَا لَا اَبْعَدُ فِیْهِ سِوَا ۱۹۱ ص ۳۱۱ عالمگیر۔ ایسی ہی کہا
 ہے کہ اس صورت میں ولد الابن اور وَلَدُ الْبَنَتِ مساوی ہے۔ فتاویٰ
 قاضی خان باب الوقف۔

(۱۱) معاش اگر زید اور اُسکے ولد یا اولاد کیلئے لکھی گئی ہے۔ اور اسمین بطون کا
 ذکر نہیں کیا گیا۔ تو اس صورت میں بطن اعلیٰ اپنی موجودگی میں بطن اسفل کو محروم
 کر دیتا ہے۔ پس بعد عطیہ بطن اول پر موقوف رہے گی جب تک اُن میں سے کوئی
 بھی باقی رہے اسکے بعد بطن ثانی اور اُسکے بعد ثالث و رابع۔ خامس مستحق سمجھے
 جائیں گے اس تقسیم میں بھی ذکر و انما مساوی حصہ پاتے ہیں۔

لَوْ قَالَ عَلٰی اَوْلَادِیْ یَدْخُلُ فِیْهِ الْبَطْنُ کُلُّہَا لِعَوْمِ اسْمِ اَکْا وِلَادٍ وَلٰکِنْ یَكُوْنُ

الْكُلِّ لِلْبَطْنِ الْأَوَّلِ دَامَ بَاقِيًا فَإِذَا انْقَرَضَ يَكُونُ لِلثَّانِي فَإِذَا انْقَرَضَ يَكُونُ
لِلثَّالِثِ وَالرَّابِعِ وَالْخَامِسِ الْأَقْرَبُ وَالْأَبْعَدُ فِيهِ سَوَاءٌ - ص ۱۱۳ عالمگیری - دبی -
(۱۲) معاش اگر زید اور اسکے ولد کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور اس وقت پوتے کے

سوائے کوئی اسکا صلیبی لڑکا ہو جو نہین۔ تو وہی وَلَدُ الْاِبْنِ وَلَدِ الصُّلْبِ کے قائم مقام
مستور ہوگا۔ اور آمد عطیہ سیکو ملا کرگی لیکن اسکے بعد اگر ولد صلب پیدا ہو جائے تو پوتا
محروم ہو جائیگا اور آیندہ آمد عطیہ حقیقی ولد کے لیے مخصوص ہو جائیگی مگر حقیقی ولد کو
زہوتے ہوئے وَلَدِ الْبَنَتِ یعنی نواسا اسکے قائم مقام نہین ہو سکتا۔ رجل قال
ارضى هذه صدقة موقوفة على ولدى كانت الغلة لولد صلبه وان
لم يكن له وقت الوقف ولد للصلب وله ولد لابن لا يشاركه في ذلك من
البطون ويكون ولد الابن عند عدم ولد الصلب بمنزلة ولد الصلب
ولا يدخل فيه ولد البنت في ظاهر الرواية وان حدث له ولد للصلب
بعد ذلك صرفت الغلة المستقبلة الى الولد للصلب - ص ۱۱۳ عالمگیری -

(۱۳) اگر واقف بطناً بعد بطن کہے یا بطن اعلیٰ واسفل کی ترتیب بیان کرے مثلاً
کہے کہ بطن اعلیٰ مقدم ہوگا۔ اسکے بعد بطن ثانی اور اس وقت بطن اعلیٰ کے دس
آدمی موجود ہین۔ پھر ان میں سے دو شخص لا ولد مر جائین۔ اور دو شخص ایک ایک
ولد اور ولد و ولد چھوڑ کر بعد پیدائش غلہ فوت ہو جائین اور اس کے بعد پھر دو
شخص دوسرے مر جائین اور کچھ اولاد نہ چھوڑین تو اس صورت میں بلحاظ قید
بطن آمد وقف کے چھ حصے کئے جائین گے۔ چار موجودہ بطن اعلیٰ کیلئے
اور دو میتوں کے لیے جنکی اولاد باقی ہے۔ اور باقی چار میتوں کے حصے ساقط

ہو جائیگی اور ان دو بیٹوں کے حصے ان کی اولاد میں تقسیم کر دئے جائیں گے ص ۱۳۰
جلد دوم عالمگیری ص ۷۰

(۱۴۱) اگر کوئی شخص ولہ کو بلفظ بٹی تعبیر کر کے کہے وَقَنْتُ اَرْضِي عَلٰی بُنْيٰی اور اس وقت
اسکے دو یا اس سے زائد صلبی ارٹ کے موجود ہوں۔ شرعاً آمد وقف تمام کیلئے سمجھی جائیگی
ایسے ہی اگر اسکے ہاں مثلاً ایک ارٹ کا اور دو ارٹ کیاں ہوں۔ اس وقت بھی غلہ تمام میں مساوی
تقسیم ہوگا۔ یہی حکم لفظ اخوت کا ہے۔ یعنی اگر اس نے کہا ہی موقوفۃً عَلٰی اِخْوَتِی اور
اسکے بے ایک بھائی اور چند ہم شیر قاتل ہوں۔ آمد وقف تمام کے لئے ہوگی۔ لیکن اگر بٹی کہا
اور اسکے لیے صرف ارٹ کیاں ہوں اور کوئی ارٹ کا موجود نہ ہوں۔ تو آمد وقف فقراء کے لئے
ہوگی کیونکہ اسم نہایت ثبات پر متناول نہیں ہو سکتا بجا لیت افراد۔ اس طرح لفظ بنائی بجا
افراد بنوں پر حاوی نہیں ہوتا مگر بالبیع۔ قَالَ اَرْضِيْ صَدَقَةً مَّوْقُوفَةً عَلٰی بُنْيٰی وَلَہ
اِبْنَانٌ اَوْ اَكْثَرُ کَانَتِ الْغَلَّةُ لَہُمْ۔ اَيْضًا لَوْ قَالَ عَلٰی اِخْوَتِيْ وَلَہُ اَخْوَاتٌ اِسْتَأْثَرُوْا
رَحْمَتًا۔ اَيْضًا لَوْ قَالَ اَرْضِيْ مَوْقُوفَةً عَلٰی بُنْيٰی وَلَہُ بَنَاتٌ وَلَيْسَ مَعَهُنَّ اِبْنٌ کَانَتِ
الْغَلَّةُ لِلْفُقَرَاءِ وَلَا شَيْءٌ لِلْبَنَاتِ لِاَنَّ اِسْمَ الْبَنِيْنَ لَا تَنَالُ الْبَنَاتِ عِنْدَ
الْاَفْرَادِ۔ وَكَذَا لَوْ قَالَ عَلٰی بَنَائِيْ وَلَہُ بَنُونَ وَلَا بَنَاتٌ لَہُ کَانَتِ الْغَلَّةُ لِلْفُقَرَاءِ
فَمَا دَامَ قَرَّانِ خَوَانِيْ بِابِ الرِّقْفِ عَلٰی الْاَوْلَادِ وَالْاَقْرَابِ

فائدہ۔ یہ بیان ہو چکا ہے کہ عطیہ اراضی بیت المال دو قسم پر ہے اول انعام موقوفہ
و ثلث یعنی عطیہ اراضی بیت المال بروجہ تملیک رقبہ ارض اور اسپر سے احکام عطا ساقط ہو جائے
ہیں۔ اسکے دو قسم ہیں (۱) عطائے رقبہ زمین مع خرچ زمین (۲) عطیہ محض رقبہ زمین بدون خرچ
جو بھل کی اصطلاح میں پٹہ دوامی کہتے ہیں۔ دوم مدومعاش یعنی عطیہ منافع اراضی بیت المال

اس عطیہ میں مُعطیٰ نہ صرف منافع کا مستحق سمجھا جاتا ہے اس کے دو قسم ہیں۔ اول مدد معاش
مؤقت یعنی وہ عطیہ جو مدت معینہ کے لئے جاری کیا جاتا ہے (دوم) مدد معاش مؤبد و مُخلّد اس
عطیہ میں کسی وقت و حد کی تعین نہیں ہوتی اور بطور دوام و استمرار سمجھا جاتا ہے۔ مدد معاش
مؤبد و انعام مؤبد و مُخلّد کی تعریف ظاہراً ایک دوسرے سے ملتی ہوئی ہے جس سے شبہ
پیدا ہوتا ہے کہ مدد معاش مؤبد پر بھی مثل انعام مؤبد احکام ملکیت مثل ارث وغیرہ جاری ہو
سکتے ہیں اور اسکی بیع و ہبہ بھی جائز ہے لیکن مشہور روایت اسکے خلاف ہے۔

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ مدد معاش مؤبد باعتبار مالک انعام کے البتہ اجرانے احکام
ارث و بیع کے قابل ہے کیونکہ وہ اسکا ملک ہے اور اسکے قبضہ و تصرف میں ہے لیکن باعتبار
حق ملک وہ اس قسم کے تصرفات کا متحمل نہیں۔ یعنی مالک انعام اگر اپنا ملک فروخت یا ہبہ کر دے
تو یہ اس وقت تک جائز ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا ملک ہے اور بادشاہ نے اسکے تصرف کو جائز
اور تسلیم کر لیا ہے لیکن اگر وہ براسہ اپنا عطیہ تمام یا بعض واپس لے لینے کا ارادہ کرے تو اسوقت
نہ واہب دم مار سکتا ہے اور نہ مہبوب الیہ کو انکار کرنیکی گنجائش رہتی ہے پس چونکہ اس قسم
کے معاملات میں ہرج عظیم کے واقع ہونے کا خوف ہے لہذا ایسے عطیہ میں جملہ مالکانہ
تصرفات سے شرع نے منع کر دیا ہے۔ قاضی القضاۃ محمد ارتضیٰ علی خان اپنے فتاویٰ صدیہ
میں قراخانہ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی املاک و خلوات میں مالکانہ
انعام مالکانہ تصرفات رکھتے ہیں۔ ایسے ہی یمن اور ملک شام اور مسجد اقصیٰ کا رول ہے
اور ہمارے ملک کے مثیل بھی پہلے اسی طرح فتویٰ دیا کرتے تھے و عبارتاً

ولا یغنی علی الفقہاء ان الانعام الذی یقال لہ مدد معاش فی زفاننا لا توقیت فیہ
من یوم او اسبوع او شہر او سنت او سلتین او عشر او عشرین سنتہ الی غیر

ذالك من التوقيعات فيجوز فيه ما ذكر في الكتب المتبارة المذكورة التي جازت في سائر
الاملاك فان قلت اشهر الرواية من ان الملك الذي يقال له مدد معاش لا يوجب
ولا يورث ولا يباع هذا تناقض وتعارض فما وجه التوفيق واقتضاء ما هو التحقيق
قلت بتوفيق من بيده ازمة التحقيق انه جازت تصرفات في حق ماله الانعام ولا
يجوز في حق المالك ان وهب او قسم او اشترى او باع او جاز ما دام السلطان سلم
وقدر الملك في حقه لا يجوز له ولا ورثته ان يفتخروا او ياخذوا من يد الموهوب له
والمقسوم عليه ولا من غيرهما لان التصرفات المذكورة من الهبة والقسمة وغيرها
صحت في حق المالك فلا يجوز الفسخ والاخذ - ولو اخذ السلطان الملك كله او وضع
بعضه لا يقدر الموهوب له ولا المقسوم عليه وغيرهما ان يفتكروا ويتكلموا فيه - و
لهذا يقال انه لا يوجب ولا يورث ولا يباع بخلاف الهبة والقسمة والبيع في
المالك الحقيقي - ايضا - رأيت المالك الانعام في الخوات والاملاك التي في المملكة
المباركة والمدنية الميمونة زادهما الله شرفا وقدر - وديار المين وسمعت نواترا
من افواه الرجال ان هذه التصرفات جازت في الشام وفي المسجل لا قصى ايضا
وكانوا يفتنون مشايخ ديارنا على جواز هذه التصرفات ولا يخفى ايضا على الفقيه ان
في ذالك ليس في الدين هرج ۱۲ -

توجيه بالاين ظاهر ايك گوتسكين سے لیکن اصلی تحبہ کے لئے چند ان مفید نہیں ہو سکتی -
توضیح عام فقہی کتابوں میں تصریح کی گئی ہے کہ مستحقین بیت المال کے لئے اراستہ
بیت المال بہتر وقت ہے اور سلطان کو اختیار ہے کہ اس میں سے بعض حسب استحقاق مستحقین
بروجہ تملیک رقبہ عطا کرے اور خواہ رقبہ محفوظ رکھے کہ اسکا منافع و خرچ ہبہ کر دے جیسے کہ

ہم نے اسکو بیان کیا ہے۔ اور یہ دونوں صورتیں حقیقت و قف کے خلاف ہیں بحقیقت و قف میں موقوف علیہ شے موقوفہ کا کسی طرح مانگ نہیں بن سکتا۔ صرف اسکے منافع کا ہی مستحق سمجھا جاتا ہے۔ اور عطائے سلطانی کی خرقہ اول میں معطیٰ لہ انعام کا مالک بن جاتا ہے اور احکام عطا پر سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ اقا الاراضی التي اعطاها الامام تملیکاً فیجری فیہ منها جمیع ما یجری فی المملک (عمدة الرعاۃ فی حل مشرح وقایہ) دوسری شق کی نسبت لکھا ہے ولہ ان یخرج جعتی نشاء کہ بطرح امام کو انعام دینے میں اختیار ہے ایسی ہی اسکے واپس لے لینے کا بھی وہ مختار ہے گو یہ معطیٰ کا حق ملک بحالہ قائم رہتا ہے حالانکہ واقف شے موقوفہ کو مسترد نہیں کر سکتا کیونکہ وقف کر دینے کے بعد اسکا حق ملکیت اس پر سے ذائل ہو جاتا ہے پس عطا کی دونوں صورتیں حقیقت و قف کے خلاف ہیں دوسری جگہ لکھا ہے عطایا ئے سلطانی حقیقتہ ارصادات ہوتے ہیں اور اوقاف نہیں ہوتے کیونکہ اراضی بیت المال بادشاہ کا ملک نہیں ہے بلکہ بادشاہ محض اسکا مستولی ہے اور ارصادات کے شرائط کی پابندی چندان لازمی نہیں ہے۔

لیکن تعامل سلف و حال اس کے خلاف سہادت دیتا ہے خود رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اراضی بیت المال بروجہ تملیک عطا فرمائی ہے اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان نے بھی اسی پر عمل کیا ہے اور آج تک بھی سلاطین اولوا الحرم کا اس پر عمل چلا آتا ہے جبکہ تحقیق بتین متن رسالہ میں زیر بحث القطار مذکور ہو چکی ہے پس جب بادشاہ ایک شخص کو منافع اراضی بیت المال کے ہب کر دینے کا حقیقتہ مختار نہیں تو وہ اس اراضی کو بروجہ تملیک عطا کرنے کا کیسے مختار ہو سکتا ہے باوجودیکہ عطیہ رقبہ اراضی بیت المال بروجہ تملیک زیادہ تر مضیعت تقویت سلطنت ہے مگر تمام فہمائے نصیر احب انشاؤ اسکے جواز کا فتویٰ دیا ہے لیکن شق ثانی یعنی عطائے منافع اراضی بیت المال میں جو یہ نسبت شق اول کے اضعف و کمزور ہے

بہت کچھ کلام کی ہے اور اس میں مقدار اضطراب ہے کہ جس کے دیکھنے کو کوئی مستند نتیجہ برآمد نہیں ہوتا
ذیل میں اسکے متعلق فقہائے کچھ اقوال درج کئے جاتے ہیں۔ (۱) کہا ہے یہ ایک طرک کا وقت
ہے لیکن معطل کا حق ملک اس سے نکل نہیں ہوتا اس لیے معطل اس میں مالکانہ تصرف نہیں کر سکتا۔

(۲) مد و معاش مؤبد (جس میں کسی خاص وقت کی قید نہیں اور اس سے دوام و استمرار سمجھا جاتا ہے)
صدقہ مملکت ہے اس میں ارشاد وغیرہ احکام ملکیت جاری ہوتے ہیں قال لکون فی دعامۃ المیشاق

لو صدق سلطان علی مستحق ارض من بیت المال وجعل بعلہ لا ولادہ و اولاد
اولادہ ابدالاً الی قاتنا سلوان ہذا صدقہ مملکت و یجعل بعدہ لا ولادہ لا بحسب

المیادات ص ۳۹۹ بہر ارتقا علی خان قاضی القضاۃ (۳) ایسے صدقہ میں میراث بطریق وقت
جاری ہوتی ہے کیونکہ یہ صدقہ موقوفہ ہے اس میں ذکر و امانت مساوی حصہ پاتے ہیں پوتا

اور بوسا اس میں یکساں ہے ص ۱۹۱ عالمگیری جلد دوم وقاضی خان فضل الوقت علی الاولاد و اولاد
(۴) سلطانی عطایا ارضادات ہیں ان کے شروط کی پابند لازمی امر نہیں ہے واندھیت کانت

ارضاداً لا یدیم موعاۃ شرطہا بعدہ کو نہما و تقاضا صحیحاً۔ رد المحتار باب مطلب اوقاف
الملوک (۵) اس قسم کے عطیہ کا دوام و استمرار حکم وقت کے تابع رہتا ہے ولہ ان ینخرج

متی متاء غایت صفحہ ۳۹۹۔ جلد دوم (۶) جایز ہے بیت المال کی مزدور زمین پر وجہ تملیک
عطا کرنا کیونکہ رقبہ زمین مثل مال کے ہے اذ لا فرق بین الارض و المال فی الدفع للمستحق

فاعلم ہذا الفائدہ فاتی لہ ارض من صرح بہا و اتمام المشہور تملیک الخراج مع بقاء رقبۃ
الارض لبیت المال۔ رد المحتار علی رد المحتار مصری ص ۲۴۳ جلد سوم (۷) دفتر بیت المال میں

اگر کسی مستحق کا استحقاق ثابت ہو چکا ہے اور امام نے اسکے لیے کچھ مقرر کر دیا ہے تو اس کی ذریت کیلئے
بھی تبعاً حق قائم ہو جاتا ہے اور معطل لہ کے مرنے سے وہ ساقط نہیں ہوتا۔ ان من کان مستحقاً

فی بیت المال وفرض له استحقاقه فیه نائۃ یعرض الذبۃ ایضاً تبعاً ولا یسقط بحدوث
 ۶۸۹ رد المختار جلد سوم ایضاً بعد تقرر معطلیہ سے عطا کا واپس لینا جائز نہیں ہے۔ لیس
 للامام ان یخرج شیئاً من یدہ احل الا بحق ثابت معصوف مہدویہ ص ۶۷۷ جلد دوم ص ۶۷۷
 (۸) عطایا سے سلطانی ارمادات ہیں اور اسکا نقص اور اسکو مستحق کے ہاتھ سے واپس
 لینا جائز نہیں ہے دیکھو الا وصاد غالباً یجوز نقص ولا اخراجہ من یدی مستحقین
 ۶۸۹ مہدویہ جلد دوم باب الوقت وغیرہ وغیرہ۔

ان متصادقاتوال پر غور کرنے اور عام تعامل سلاطین اولوالعزم کے مطلق سے معلوم ہوتا ہے
 کہ عطائے سلطانی تین قسم پر ہے (۱) عطائے رقبہ ارض پر وجہ تملیک (۲) تملیک منافع
 صرف بدون رقبہ۔ قسم اول میں معطلیہ کامل طور پر مالکانہ تصرف کر سکتا ہے اور قسم دوم میں
 مالکانہ تصرف نہیں کر سکتا اور اس میں تشریف بطریق وقف جاری ہوتی ہے ان دونوں عطیوں
 کا واپس لینا جائز نہیں کیونکہ کامل التصرف بادشاہ نے جب ایک چیز ایک مستحق کو وجہ تملیک
 عطا کر دی ہے تو اسکا واپس لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہو سکتا لان من اقطع السلطان
 الاولیٰ المہدیون فلیس لاحل ان یرد ذلک ص ۳۷۷ خزان ابی یوسف۔ غایت الاوطار میں
 ہے معافی وار چونکہ انتقال اراضی اور خراج کا مالک ہے اس لئے وہ اسکو اجارے پر دے سکتا ہے
 اور علامہ قاسم کا اسکی صحت پر فتویٰ ہے ص ۱۹۵ غایت الاوطار بریلی

(۱) عطائے رقبہ ارض بیت المال (۲) عطیہ رقبہ زمین مع خراج زمین اسکو انعام وغیرہ موجد کہتے ہیں۔
 اسکے دو قسم ہیں۔ (۱) عطیہ محض رقبہ بدون خراج اسکو ہجاری آجکل کی اصطلاح میں پڑ دوا می کہتے ہیں
 (۲) عطیہ منافع ارض بدون (۱) تملیک منافع علی الدوام اسکو دو معاش مؤید و موجد کہتے ہیں
 رقبہ اسکے بھی دو قسم ہیں (۱) تملیک منافع مؤقت جبکہ اجراء ایک معین حد تک ہوتا ہے۔
 (مردم) عطائے الوجہ البر والاحسان۔

(۳) عطا بروچہ پر بدون تملیک رقبہ و تملیک منافع یہ عطیہ دو طریق پر ہو سکتا ہے اول بطریق
 اقطاع اجارہ گویا معطی کہ کو ایک معینہ استحقاق کے عوض ایک قطعہ زمین کا اجارہ دیدیا جاتا ہے دوم
 بطریق اقطاع اجارہ گویا معطی کہ کو محض ارتفاع کے لئے اراضی بیت المال عاریتاً عطا کیجاتی ہے
 قولہ دلایہ کام ان یخیر جبہ متی شاع (یعنی امام مختار ہے کہ جب چاہے معافی دار سے جاگیر واپس لے لی
 کا تعلق اس تیسری قسم کے عطیہ کے ساتھ ہے۔ وجہ اول میں اس طرح کہ چونکہ وہ ایک قسم کا اجارہ ہے
 اور وہ احداً لمعاقدین کے فوت ہو جانے سے فسخ ہو جاتا ہے اسلئے معطی کہ کہ دراصل وہ مستاجر ہے
 کہ فوت ہو جانے سے اسکے ورثہ تجدید و ثبات کے محتاج رہ جاتے ہیں۔ ایسے ہی معطی کہ درحقیقت
 مستاجر ہے کہ فوت ہو جانے یا اسکے معزول ہو جانے سے عہد عطا کے قیوم فسخ ہو جاتا ہے اور تجدید
 کے لئے اسکے اجراء جدید حاکم کی رائے پر موقوف رہتا ہے اور وجہ ثانی یعنی عاریت میں معطی جب
 چاہے عطیہ واپس لے سکتا ہے کیونکہ عاریت محض احسان و برہ ہے کسی قسم کا عہد نہیں ہے اس
 تقریر کی رو سے فقہاء کے تمام اقوال بجائے خود سند و دلیل بن سکتے ہیں اور ان میں کسی قسم کا
 تضاد نہیں رہتا۔ امید ہے کہ اگر ناظرین حضرات غور کریں گے تو اس تقریر کو عام وجوہات سے
 اونیق باقوال فقہاء و پائین گے۔ مؤلف۔

احیائے موات

افتادہ زمین کا آباد کرنا۔

(۱) ارض میت اس غیر آباد بخیر زمین کو کہتے ہیں جس پر زراعت کے آثار عمارت اور

۱۔ ارض میت اسکے دو قسم ہیں۔ (۱) وہ زمین کہ ہمیشہ سے بنجر وغیرہ آباد ہے۔ اور کسی کی ملک نہیں
 (۲) وہ آباد ہو کر بخیر بن گئی ہے۔ اس قسم کی زمین اگر ملک کفار سے مسلمانوں کے قبضہ میں آئی
 ہے تو اس کا حکم بھی ارض موات دائمی کا ہے اسے ارض عادیہ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اکرم علیہ السلام نے
 کہ زمین عادیہ رسول کی ہے پھر وہ بٹھاری ہے میرے حکم سے۔ اگر زمانہ اسلام میں مسلمانوں کے

بنا کے علامات نہ پائے جائیں۔ ملحقات قریہ۔ چراگاہ و دواب۔ اور محط اہل قریہ نہ ہو۔ قبرستان یا کسی اور ضرورت باشندگان قریہ کے لئے نہ چھوڑی گئی ہو۔ کیسکی مالک اور حرمت میں نہ ہو اور نہ کوئی شخص اس پر قابض ہو اور نہ اس کا دعویٰ رہے۔

قال ابو یوسف الارض المیتة وهی ارض لا یورث علیہا الا زراعة ولا بناء ولا حد ولا یمکن قیاً لاهل القرية ولا مسرحاً ولا موضع مقبرة ولا موضع محطهم ولا موضع قریفی لاهلهم واعنارهم ولا یمکن ائصال الحد ولا فی حد

بقیہ نوٹ صفحہ ۳۵۔ قبضہ میں آجانے کے بعد آباد ہو کر خیر بن گئی ہے اور ارباب زمین معرور بن تو حضرت امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہی قدیمی مالک اس کے مختار ہیں ایسی زمین کی اقطاع جائز نہیں اور اگر اس کے ارباب معرور نہیں ہیں تو اس کا جائگہ وانعام میں دیدینا جائز ہے۔ لیکن اگر ارباب زمین اس کے آباد کرنے سے عاجز ہیں اور وہ زمین خرابی ہے تو امام کو چاہیے کہ وہ اسے بطریق اجارہ و مزارعہ دوسرے شخص کو دیدے اور اسکی آمد سے خراج زمین اور حق مزارعہ وضع کر لینے کے بعد بقیہ مالک اول کو دیدے لیکن اگر کوئی مستاجر یا آباد کار نہ ملے تو وہ اسے ایک ایسے شخص کے ہاتھ پر فروخت کر سکتا ہے جو خراج زمین کے ادا کرنے پر قادر ہے اور قیمت زمین مالکان اول کا حق ہے اور اگر وہ زمین لاوارف ہونے کے باعث بیت المال میں داخل ہو گئی ہے اور کسی مصلحت سے حاکم وقت نے اسکو فروخت کر دیا ہے اور اسکی قیمت بیت المال میں جمع ہو چکی ہے۔ تو اس زمین پر سے خراج ساقط ہو جاتا ہے بوجہ عوض ملے لینے کے قال لان ملکها بالاحیاء والملک لا یزول بالتروک (قرآن خوانی فصل ارض موت) ایضاً لا یخرج الرجل عن زراعت ارضه وهی خراجیة وفعها الا ما احرى من یقلد علی الزراعة نیاخذ الخراج ویل فی الفضل الی رب الارض بعد حصۃ الزرع فان لم یجیل مستجرا و مزارعاً باعها من یقلد علی خراجها ایضاً وان صارت لبیت المال لموت فاعلمها و باعها الامام والحالة هذه فلا یمجب علی المشتري خراج لما ان الامام قد اخذ الثمن لبیت المال ایضاً قال والعشر واجب علی تولیما وان کان الارباب مالکین (رختہ مرضیہ لابن نجیم)

احد فہی موات^{۳۳} خرچ ابی یوسف مفضل فی موات الارض)
 (۲) اگر کسی شخص کو ارض میت بغرض احیا عطا کی جائے تو بعد احیاء اس کا مالک بن جاتا ہے اور اپنے اختیار سے دوسرے املاک کی طرح اس زمین کو بیع و ہبہ و وقف کر سکتا ہے۔ بادشاہ وقت اور ان مالکان ملک کیلئے جو بعد میں والی مملکت ہوں جائز نہیں ہے کہ آباد کار سے آباد کی ہوئی زمین واپس کر لیں۔ آباد کرنے والا مسلمان ہے خواہ ذمی دو نون کا ایک ہی حکم ہے۔ قال ابو یوسف الارض الموات النبی لاحق لاحد فیہا ولا ملک لمن احیا ہا فہی کذلک فہی لہ یزعموا ویزادہا ویوجہا ویکر فیہ الانہار ویعمر ہا بما فیہ مصلحتہا۔ خرچ ایضاً لیس للامام اخرجہ عنہ۔

۱۔ واپس لینا ایسے جائز نہیں کہ بیت المال کی بنجر زمین کو باذن امام قابل زراعت بنانے والا شخص بلاشبہ اس کے رقبہ کا مالک بن جاتا ہے جیسے کہ متن کی مصرعہ روایات ظاہر ہوتا ہے لیکن اس کے خلاف عشر کا وہ مالک نہیں ہو سکتا جب تک کہ امام وقت اس کی معافی کی تصریح نہ کرے۔ پس اگر امام نے ایک شخص کو بیت المال کی بنجر زمین معاویہ کے عشر یا عشر کے ہبہ کر دی ہے تو معطی کہ آباد کر لینے کے بعد رقبہ زمین اور اس کے عشر یا خراج کا مالک بن جاتا ہے اور اپنے دوسرے املاک کی طرح اس میں آزادانہ تصرف کر سکتا ہے۔ اور اگر امام نے معافی عشر یا خراج زمین کی تصریح نہیں کی تو معطی نہ صرف رقبہ زمین کا مالک مستحور ہوتا ہے اور اس زمین پر سے عشر یا خراج ساقط نہیں ہوتا۔ لیکن آباد کار البتہ اس زمین کے رقبہ میں مالکانہ تصرف کر سکتا ہے۔ کتاب الخراج میں ہے کہ امام وقت نے بیت المال کی بنجر زمین اگر ایک مسلمان شخص کو آباد کر سنے کے لئے عطا کی ہے اور انھیں کو قابل زراعت بنا لیا ہے تو وہ زمین بغرض احیا عشری بن جاتی ہے۔ لیکن سلاطین حال آباد کار کو چند سال کے لئے آباد شدہ زمین کا خراج عطا کر دیتے ہیں۔ اور یہی معاوضہ احیا سمجھا جاتا ہے اور بعد ازاں اگر ان میں قرب و جوار کے لحاظ سے اس پر خراج معین کر دیتے ہیں۔ (مولف)

إِنَّهُ تَمَكَّدَهُ بِأَحْيَاءٍ - (روالمختار وعناية الاوطار ص ۳۵۶)

استقصار - وقتی زمین موات راجی کرو شرعاً آن زمین نامالک شود یا نه۔

جواب - مالک شود و یملکها الذی بالاحیاء کما ملکها المسلم لأن الاحیاء

سبب الملك الا عندی حقیقة مشروط باذن الایام (فتاویٰ قرنی)

فصل حیاتی موات) ایضاً و هذا لا یخص بكون المحیی مستحقاً من بیت المال

بل لو کان ذمیاً ملک ما احیاء رد المختار ص ۳۵۶ جلد سوم

(۳) اگر کوئی شخص بدون اجازت امام افتادہ زمین آباد کر لے تو حضرت امام اعظم رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں کہ بادشاہ وہ زمین اس سے واپس لے سکتا ہے۔ قد کان ابو

حلیفة رحمت الله عليه يقول من احیا ارضاً مواتاً ففی له اذا اجازة الامام

ومن احیا ارضاً مواتاً بغير اذن الامام فلیست له وللامام ان یخیر بینهما

یدہ و یضع فیہا ما رای من الاجارة والانتفاع و غیر ذلک لیکن حضرت امام

ابو یوسف فرماتے ہیں۔ اگر اسکے اسیار میں کسی قسم کا ضرر اور نقصان نہیں تو اذن

عام پیغمبر علیہ السلام (من احیا ارضاً مینة ففی له) سے وہ شخص اسکا مالک بن جاتا ہے

اور اگر اس میں کسی طرح کا ضرر ہے تو امام و سنت اس سے واپس لے لینے کا حکم دیتے ہیں

حسب مضمون حدیث شریف - (ولیس لعرق ظالم حق) و ما قال ابو حلیفة قال

لیکون فضلاً بینہم من خصوا ما تم و انهم ارب بعضہم ببعض اما انا

فلای اذالم لیکن فیہ ضرر علی احد ولا یدخل فیہ خصوصۃ ان اذن رسول

الله صلی الله علیه وسلم جائز الی یوم القيمة فاذا اجاء الضرر فهو علی احد

ولیس لعرق ظالم حق ص ۳۵۶ کتاب الخراج باب موات الارض بطبعہ مصر۔

استرداد و عدم استرداد عطیہ

(۱) اگر کسی شخص کو سلطان وقت نے اپنی زر خرید زمین یا اپنی آبادی ہوئی زمین ہبہ کر دی ہے یا بیت المال کی بخر زمین بطریق انعام مؤبد و مُجدد عطا کی ہے تو معطلیٰ نہ اس قسم کی تمام اراضی پر ناکاہ نفرت کر سکتا ہے اور اسکے بعد اسکی اولاد اس زمین کی جائیز وارث سمجھی جائیگی۔ ایسی عطا کا واپس لینا جائیز نہیں۔

قَالَ لَوْ أَقْطَعَ السُّلْطَانُ أَرْضًا مَوْأَنًا أَوْ قَلْبَكْهَا السُّلْطَانُ لَقَدْ أَقْطَعَهَا حَازٍ وَقَفَ لَهَا۔ ^{صفحہ ۳۹} غایت اور کہا ہے معطلیٰ کا وقف کرنا اس واسطے صحیح ہوا۔ کہ وہ زمین مذکور کا مالک ہو گیا ہے بلکہ حقیقی اسلئے اسکے جمیع مالک نہ نفرت جائیز ہیں (مترجم) اَيْضًا أَلَا نِعَامُ الْمُؤَبَّدِ وَالْحُلْدُ يَدْخُلُ فِي مِلْكِ فَيْبَاعٍ وَيُوْهَبٍ وَيُورَثُ (صدیدہ عن القنبي) اَيْضًا قَالَ أَبُو يُوْسُفٍ وَلَا تَمْنَقُ الْوَلَاةُ الْمَهْدِيُونَ فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يُزَوِّدَ ذَلِكَ ^{۳۳} خراج۔

(۲) اگر کسی شخص کو دوا و استمراراً منفعات جاگیر بدون رقبہ زمین عطا کی گئی ہے تو ایسی عطیہ کا اگرچہ معطلیٰ نہ مثل موقوف علیہ مالک متصور نہیں کیا جاسکتا تاہم معطلیٰ کو ایسے عطیہ کا واپس لینا جائیز نہیں۔ اس قسم کے عطیہ میں بطریق وقف ارث جاری ہوتی ہے قال لَلْإِمَامِ أَنْ يُعْطِيَ الْوُظَيْفَةَ لَزَيْلٍ وَأَوْلَادَهُ وَأَحْفَادَهُ فَيُقَسِّمُ بَيْنَهُمُ بِالشَّعْوِيَةِ وَلَا يَفْضُلُ ذَكَوْدٌ عَلَى الْإِنَاثِ وَيَدْخُلُ فِيهِمْ أَوْلَادُ الْبَنَاتِ (صدیدہ عن بشریۃ الاسلام) ایسے ہی ارصادات سلطانیہ کا بھی یہی حکم ہے کہ بعد تقریر اس کا نقص جائیز نہیں ہے۔ البتہ امام اگر اسکے شرائط کی کمی و بیشی میں مصالحت دیکھتا ہے تو اسکو اختیار ہے کہ مصالحت وقت کی موافق عمل کرے لیکن یہ جائیز نہیں ہے کہ جس غرض

کیلئے وظیفہ جاری کیا گیا ہے اُس سے اور استحقاق معطیٰ نہ ہے بالکلیہ اعراض کر کے
 عطا کو ضبط کر لے اسلئے کہ عدم رعایت شروط ارصاد کے معنی وظیفہ کا ضبط کر لینا نہیں
 بلکہ مصاحت وقت کے موافق اُن میں اصلاح کر دینا ہے۔ قال وَاِذَا عَلِمْتَ ذَلِكَ
 كُلَّهُ لَعَلَّكَ تَعْلَمُ صَحَّةَ الارصادِ لاداضی ببيت المال وَغیرها وَلَوْ عَلَى مُعْتَمِدٍ حَيْثُ كَانَ
 الْمَرْصَدُ عَلَيْهِ مِنْ مَصَارِفِ بَيْتِ الْمَالِ۔ وَیَكُونُ الارصادُ مَا لَا یَجُوزُ نَقْضُهُ وَلَا
 اخْرَاجُهُ مِنْ اَیْدِیِ مُسْتَحْقِقَةٍ غَيْرِ اِذْ لَیْسَ وَفَقًا حَقِیقًا فَلَا تَرَاعَى شَرْطًا۔ بَا
 لْمَعْنِی السَّابِقِ وَهُوَ اِنَّهُ اِذَا رَأَى وَلِیُّ الْأَمْرِ الْمُصْلِحَةَ فِي زِیَادَةِ نَفِیْهِ أَوْ نَقْصِ
 فِي مَصَارِفِ الْوَقْفِ الْمَذْكُورِ یُسَوِّغُ لَهُ ذَلِكَ وَلَیْسَ الْمُرَادُ أَنْ یَصْرِفَهُ عَنْ
 الْجِهَةِ الَّتِیْ عَیَّنَتْ فِي الْارْصَادِ كَانَ یَنْبَغُ مِنْ عَیْنٍ فِیهِ وَیَصْرِفُ اسْتِحْقَاقًا لِغَیْرِهِ
 وَحِیْنَئِذٍ لَا یَصِحُّ الْعَدْلُ عَمَّا ذِکْرُ ص ۶۴۹ مہر دیہ جلد دوم باب الوقف۔ اِیضًا
 وَارْتَمَا لَمْ یَكُنْ وَفَقًا حَقِیقَةً لِعَدَمِ مَلَکِ السُّلْطَانِ لَهُ بَلْ هُوَ تَعْمِیْدُ شَیْءٍ مِنْ
 بَیْتِ الْمَالِ عَلَى بَعْضِ مُسْتَحْقِقَةٍ فَلَا یَجُوزُ لِمَنْ بَعْدَهُ أَنْ یَغَیِّرَهُ وَیُبَدِّلَ لَهُ کَمَا قَدْ
 ذَلِکَ ص ۶۵۰ روالختار علی درالختار مصری۔ اِیضًا بیت المال مصالح مسلمان کے
 واسطے ہے جو لوگ اسکے مستحق اور اسکے مصارف سے ہیں اُن کے لئے بیت
 المال سے کچھ اراضی کا جہاں کر دینا بالاتفاق جائز ہے تا بسہولت انکو پہنچ جایا کرے
 حق ان کا اسلئے کہ فقراء، ضعیفاء اور فقہار و غیرہ مستحقین کا بادشاہوں کے پاس پہنچنا
 مستعذر و شمس ہے ایکوار صا د کہتے ہیں اور بعد فقر اسکا نقض جائز نہیں ص ۶۵۰
 غایت م۔ بریلی۔ اِیضًا روالختار میں ہے۔ امام کیلئے جائز ہے بیت المال کی فروغ
 زمین بروجہ تملیک عطا کر دینا جبکہ وہ اس میں مصلحت دیکھتا ہے جیسے کہ مال کا

دینا اسکے لئے جائز ہے اسلئے کہ آباد زمین اور مال کے عطا کرنے میں کچھ فرق نہیں اور یہ وہ فائدہ ہے کہ کسی نے اسکو بیان نہیں کیا اور عام کتب میں مشہور یہ ہے کہ اقطاع تملیک خراج مع بقائے رقبہ کا نام ہے۔ قال فحللنا بدل علی ان لاھام ان يعطى الارض من بیت المال علی وجه التملیک لرقبتہا کما يعطى المال حیث رای المصلحت۔ اذ لا فرق بئین الارض والمال فی الدفع للمسحوق فاعتنم هذه الفائدة فانی لم ادر من صرح بها ولکنما المشہور فی الکتاب ان اقطاع تملیک الخراج مع بقاء رقبۃ الارض للبت المال مسکوناً حلد سوم و المختار علی المختار مصری۔

مہدویہ میں ہے سلطان ظاہر برقوق نے اپنی عہد سلطنت میں جب دیکھا کہ سلاطین کردیہ نے مصری بیت المال کے اراضیات میں سے بقدر نصف اراضیات کے بطریق عطیات و اصادات لوگوں میں تقسیم کر دیا ہے تو اس نے ان تمام کو یکقلم بند کر دینے کا قصد کر لیا۔ اس خیال سے کہ یہ جاگیریں لوگوں نے محض سوخ اور جلون سے حاصل کر لی ہیں اور اس غرض کے لئے اس نے ایک عظیم الشان مجلس کو ترتیب دیکر اس میں بڑے بڑے مشاہیرین مذہب و مشائخ عظیمین کلمۃ مثل شیخ الشیوخ مفتی عصر المل الدین شامی ہدایہ و علامہ علی الاطلاق سراج الدین عمر و البلقینی علامہ برہان کو جمع کیا۔ آخر کار با لاتفاق یہ طے پایا کہ دفتر بیت المال میں سے اس کے مستحقین کے نام پر از قسم نقد و اراضیات و وظائف وغیرہ جو کچھ جاری ہو چکا ہو جب تک کہ وہ اسکا مصرف ہے۔ اس عطیہ کا نقص کسی صورت میں جائز نہیں۔ قال و اراد السلطان الظاہر برقوق نقض کل ما ارضدک املوکل الذ ولی

(۳) اگر کسی شخص کو منفعت اراضی محض بطریق بزد احسان بدون تملیک قبضہ زمین و تملیک مسانف عطا کی گئی ہے تو چونکہ اس قسم کے عطیات ایک قسم کے اقطاع اعادہ یا اقطاع اجارہ ہوتے ہیں اس لئے اسکا دوام و استمرار ہمیشہ حاکم وقت کی رائے پر موقوف رہتا ہے وہ مختار ہے چاہے اسکو بحال قائم رکھے اور چاہے واپس کرے۔

لہ والفضل المجلس على هذا مشاہیر علمائے حنفیہ کے اس محققانہ فیصلے اور مستند فقہاء کی دوسری مذکورہ روایات سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ اقطاع اراضی بیت المال یعنی تملیک خراج زمین بدون رقبہ زمین خواہ وہ حقیقتہً وقت ہے خواہ ارضاد ہے، ہر وجہ اسکا نقص و فسخ جائز نہیں ایسے ہی رد المحتار کے تنقید مقرر ہے کہ سلاطین کو اراضی بیت المال میں تصرف کرینکا پورا پورا حق حاصل ہے اور جب ان میں سے کسی ایک نے اپنے کامل اقتدار سے ایک مستحق کے لئے اقطاع اراضی بیت المال برواج تملیک تہ خواہ برواج تملیک خراج تجزیر کیا ہے تو اسکا فسخ ہرگز نہیں مصلحت نہیں اور یہ کہ بطرح بیت المال کی تجزیر میں کو برواج تملیک رقبہ عطا کرنے کا امام کو حق ہے بطرح وہ اسکی مزروعہ زمین کو بھی برواج تملیک عطا کر سکتا ہے۔ (مولف)

اور معافی دار کے مرنے کے بعد خواہ اسکو اسکے تمام ورثہ میں تقسیم کر دے خواہ کسی ایک پر خواہ اجنبی کو ویدے خواہ مزارعین کو خراج تشخیص کر کے ویدے۔ قال اذا اعطى السلطان لرجل خراج الارض لا يسع ذلك الرجل ان يبيع تلك الارض او يهبها وان لا مقام ان يخرج منه متى شاء (غایت ص ۳۹۰) یعنی امام مختار ہے جب چاہے وہ اس قسم کے معافی دار کو جاگیر سے بیدل کر سکتا ہے۔ ایضاً اذا اعطى السلطان لرجل خراج الارض لا يسع ذلك الرجل ان يبيع تلك الارض او يهبها ولا يصير بعد موته ملكا لورثته لانها لو تكن ملكا له فكيف يكون ملكا لورثته لهما ص ۳۹۱ صدریہ عن الذخیرۃ یعنی عطایائے پڑوا حسان ترکہ و میراث نہیں ہوتے۔ اسلئے کہ اس قسم کے عطیات میں نہ رقبہ زمین معطیٰ کی ملک ہوتا ہے نہ اسکا خراج بلکہ بطور عاریت وہ محض انتفاع کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ ایضاً قال ولا يعتبر بعد موته ملكا ولا تورث عنه وهي من قوضه السلطان ایضاً اذا اعطى الامام رضا لرجل لوجبة الادار والاحتقاق لا يملكه لان بعد الموت يحتاج الورثة الى اذن الامام ص ۳۹۱ صدریہ عن التاتار خانی۔ ایضاً مصنف رسالہ حقیقت زمینداری لکھتے ہیں۔ تیمور نے یہ حکم دیا تھا کہ تمام فقر اجمع کیجا نہیں اور انکے واسطے خوراک معین کیا جائے۔ اور ایک نشان کے ذریعہ سے ان کی شناخت کی جائے تاکہ اسکے بعد وہ بھیک نہ مانگ سکیں اور اگر انتفاع کے بعد وہ بھیک مانگتے ہوئے پائے جائیں تو انکو جلا وطن کر دینا چاہیے (رسالہ حقیقت زمینداری ص ۹) ظاہر ہے کہ اس قسم کے عطیات التماس سے پاؤ شاہ مذکور موروثی فقیر و نکاحی کو ایک فرقہ قائم کرنا نہیں چاہتا تھا۔

(۴) بیت المال کی بجز زمین اگر کسیکو عطا کیجاسے اور وہ تین سال کے اندر اندر تمام یا بعض کو آباد کر لے تو وہ آباد شدہ رقبہ اراضی کا مالک بنجاتا ہے۔ ایسی زمین کا واپس لینا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ اسے بلاوجہ معقول پڑا رہنے دے اور اسپر تین سال گذر جائیں تو اسپر سے حکم جاگیر منقطع ہو جاتا ہے۔ امام وقت اُسے واپس لے سکتا ہے۔ عن طاووس رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَكِنَّهُ لَمْ يَحْجِ حَقَّ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِينَ أَيْضًا إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَلَى الْمُنْبَرِ مَنْ أَحْيَا أَرْضًا مَيْتَةً فَهِيَ لَهُ وَلَكِنَّهُ لَمْ يَحْجِ حَقَّ بَعْدَ ثَلَاثِ سِنِينَ ص (خراج ابی یوسف)

(۵) ارض میتہ اگر آباد ہونے کے بعد بجز بن گئی ہے یعنی معطلی نہ لیا سکے ورنہ

۱۵ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ قبل گزرنے تین سال کے جاگیر دار سے تقرر کرنا جائز نہیں۔ بحجۃ کل حضرت رضی اللہ عنہ۔ ابو یوسف ابی شیخ اور وہ محمد بن شعیب اور عمر داؤد باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاگیر دہی مزنیہ یا جبینہ کے لوگوں کو لیکن انہوں نے اسکی طرف توجہ نہ کی اور زمین کو آباد نہ کیا۔ اور ایک روسری قوم کے لوگوں نے اسکو آباد کر لیا چنانچہ یہ جھگڑا بہ زمان خلافت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ زمان کے سامنے لایا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ جاگیر اگر میں دیتا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ او معطلی اسے آباد نہ کرتے تو البتہ میں لوٹا لیتا اسکو لیکن چونکہ یہ عطیہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اسلئے میں اسکو لوٹا نہیں چاہتا پھر فرمایا جسکو زمین احیار کے لیئے عطا کی گئی ہے اور اسنے اسکو تین برس تک آباد نہیں کیا اور اس کے بعد کسی ایک اور شخص نے اسکو آباد کر لیا تو نہ ہی حقدار ہے جسنے اسکو آباد کیا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک تین مدت کی ضرورت نہیں وہ فرماتے ہیں اس قدر عرصہ معتبر ہے جس میں وہ زمین آباد ہو سکتی ہے۔

آباد کر لینے کے بعد اسکی کاشت کرنا ترک کر دیا ہے جس سے وہ دوبارہ ویران ہو گئی ہے اور وہ خراجی زمین ہے تو امام وقت اسکے مالک کو آباد کرنے یا اسکو فروخت کر دینے پر مجبور کر سکتا ہے لیکن ایسی زمین کا قطع جائز نہیں اور نہ امام کو واپس لینا جائز ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص بدون رضا مندی مالک اول اسپر قبضہ کر کے اسے آباد کر لے تاہم امام کو چاہیے کہ وہ اس سے واپس لیکر مالک اول کو دیدے۔ ابن نجیم تحفہ مصنیعہ میں لکھتے ہیں کہ زمین آباد ہو جانے کے بعد اگر بخر بن گئی ہے اور اسکے ارباب معروف ہیں تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک وہی قدیمی مالک اسکے مختار ہیں اور اگر وہ خراجی زمین ہے اور ہک مالک اسے آبادین کر سکتا تو امام وقت کو چاہیے کہ اسکے آباد ہونے کا اہتمام کرے اسطرح کہ اجارہ یا مزارعہ پر دوسرے شخص کو دیدے اور پیداوار میں سے خرارج لے لینے اور حق مزارعہ ادا کر دینے کے بعد بقیہ مال مالک اول کو دیدے اور اگر چاہے تو وہ فروخت بھی کر سکتا ہے اور قیمت مالک اول کا حق ہے۔ قال غفر رجل عن زراعة ارضه وهي خراجية دفعها الامام الى من يقدر على الزراعة فَيَاْخُذُ الْخَرَاجَ وَيُدْفِعُ الْفَضْلَ إِلَى رَبِّ الْأَرْضِ بَعْدَ حَقِّ الزَّرْعِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مُسْتَلْجًا أَوْ مَزَادًا بَاعَهَا مَنْ يَقْدِرُ عَلَى خَرَايجِهَا وَيُدْفِعُ الْقِيَمَةَ إِلَى رَبِّ الْأَرْضِ (تحفہ مصنیعہ لابن نجیم)

الاستفتاء۔ زید گز مینے رازندہ کر و بعد احیاء ترک آورو وزارت نکرو و عمرو آزار زاعت کرد بشر عابدین زمین زید احمی باشند یا عمرو۔

جواب۔ زید احمی است قال ولا صح أن الأول يُزَعَّمَا مِنَ الثَّانِي لِأَنَّ مَلَكَهَا بِالْأَحْيَاءِ وَالْمَالِكُ الْأَمْرُؤُ بِالْعُلَى أَمَا إِذَا تَرَكَهَا وَعَرَضَ عَنْهَا بَطَلَ حَقُّهُ وَكَانَ

الثَّانِي أَحَقُّ بِهَا (قرآن خوانی) افضل جیسا ہے موات۔

اولادِ معطیٰ لہ

(۱) عام مُتوئی بیت المال نے جب ایک شخص کا حق تسلیم کر لیا ہے اور وقفِ بیت المال میں اس کا استحقاق مفروض ہو چکا ہے۔ تو بالذات اس کی اولاد کیلئے بھی مفروض سمجھا

نوٹ صفحہ ۴۵ اٹا اذا ترکہا۔ مراد اس سے یہ ہے کہ مالکِ اول اس سے دعویٰ ملکیت اٹھا لے اور دوسرا شخص باجائز امام اس کو زندہ کرے کیونکہ تمام اس قسم کی لاوارث زمینیں اور وہ جن کو کنگے مالکوں نے چھوڑ دیا ہے اور وہ جن کے مالکوں کا حال مستتر ہے اور معلوم نہیں وہ کسی ملک میں تہین منتقل ہو جاتی ہیں ملک بیت المال میں اراضی بیت المال کو بدون اجازت امام وقت زندہ کرنا یا شخص اس کا مالک نہیں بن سکتا ایسے شخص سے امام وقت آباد کی ہوئی زمین واپس لے سکتا ہے مگر ہم نے زیر بحث احیائے موات مفصلاً بیان کیا ہے۔ (فلیرجع مولف)

۴۵ بالذات واضح ہو کہ اس صورت میں کا تعلق عطیہ انعام مؤبد و مؤجلہ اور عطیہ مدد و معاش کے ساتھ نہیں ہو سکتا کیونکہ ان دونوں عطیوں میں اولادِ معطیٰ لہ اصلاً مستحق حصہ درسد عطیہ ہوتی ہے مگر عیناً انعام مؤبد میں اس لئے کہ وہ حقیقتہً معطیٰ لہ کا مالک ہوتا ہے اور مدد و معاش میں اس لئے کہ وہ معطیٰ لہ اور اس کی تمام اولاد کے لیے وقف ہوتا ہے پس معطیٰ کی طرف سے جو حق معطیٰ لہ کو عطا ہوتا ہے وہی اس کی اولاد کو بھی عطا ہوتا ہے معطیٰ لہ کے طرف سے نہیں بلکہ معطیٰ کی طرف سے اس کی تحقیق بعض حواشی میں گزر چکی ہے۔ پس صورتِ سلبِ مؤبد کا تعلق عطیہ قسم ثالث یعنی عطیہ بیرونِ حسان یعنی کیسا بیرونِ خصوص ہے کیونکہ اس قسم کے عطایا میں کسی طرح کی توثیق جاری نہیں ہوتی جس سے معطیٰ لہ کی وفات کے بعد اس کی اولاد کا کوئی حق بطریق وراثت عطیہ میں ثابت نہیں ہوتا لیکن چونکہ یہ صدقہ ہے اور اس سے معطیٰ لہ کی اولاد پر ورش پاتی ہے اور اس کے سوائے اور کسی پر ورش کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے لہذا یہ نظرِ مجرم الطافِ خمد و : اس کا بند کر دینا شاید ان شان امام وقت نہیں خصوصاً جبکہ اولادِ معطیٰ لہ عطیات عطیہ کی اہل ہے لیکن ایسے وقت میں کہ وہ اس وظیفہ کی اہل

جاتا ہے اور معطلی کہ موت سے ساقط نہیں ہوتا بلکہ اسکے فوت ہو جانے کے بعد
اولاد معطلی لہ پر جاری کیا جائیگا۔ قال ان من كان مستحقاً في بيت المال و فرض له
استحقاقه فيه فانه يفرض لذلك تيت ايضاً تبعاً ولا يسقط بموتيه شيئاً اذا كان اولاداً
محتاجين و ان في سلوك طرقت ابائهم حج ۳۸۹۔ روالمنہر علی در المختار۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۴۶ نہیں اور آئندہ میں بھی ان سے اسکی اہمیت کی امید نہیں کیجا سکتی تو ذغیفہ کا بند کر دینا
منہر دی ہے اسلیکے ایسی نااہل قوم کی پرورش کرنا منہر مسلمین پر احسان اور علم و دین کے ضایع کرنے میں
مدد و کوشش کرنا ہے اور یہ ظلم صریح ہے کیونکہ وظائف بیت المال مستحقین بیت المال کے لئے
ہیں نہ فاسق و فاجر کے لئے اسی لئے امام وقت پر اہل وظائف کے حالات اور اسکے چال چلن
کی نگرانی لازم ہے تاکہ اہل وظائف خدمات معینہ کو برابر ادا کرتے رہیں اور ان کی اولاد میں اسلام
کے طریقہ کی پابندی رغبت پیدا ہو اور اگر وہ اپنے بزرگوں کی مقبول چال چلن کے پیرو نہیں ہیں
تو ان کا ذغیفہ منہر کے ایک دوسرے مستحق کو عطا کر دے۔ اسلیکے کہ با اوقات وظائف
اہل وظائف کے منق و فجور کسل مندی۔ تن پروری۔ بے ہنری۔ جہالت۔ گمراہی۔ تکبر و غرور کا
باعث بنکر اسکے وجود کو قوم و ملک کے لیے ایک خوفناک شخص بنا دیتے ہیں حقیقت میں بیت المال
کی معاش اور عام اوقات کے امدادی وظائف سے شریف خاندانوں اور اہل علم کی صیانت
مقصود ہوتی ہے اور ملکی و قومی ترقی کے لئے ذخیرہ وسائل کا ہم ہونچانا مد نظر ہوتا ہے تاکہ پس ماندگان
شرفاء و عام اہل علم منہر روایت حدیث سے بغیر غ خاطر تحصیل کمالات و اکتساب فضائل میں شمول ہو سکیں
اور ان کا وجود اخلاق حمیدہ و کمالات جمیلہ کا سر خم نہ بنکر فقر قوم اور اسکی ترقی کا ذریعہ بن سکے۔ جب تک
میں اوقات کے اغراض کی کما حقہ نگرانی نہیں کیجاتی اور موقوف علیہم کو ان کے حال پر آزاد چھوڑ دیا
جاتا ہے۔ تو اس لا پرواہی سے صرف قوم موقوف علیہم ہی تباہ و برباد نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکے وجود
کے ذہریلے اثر سے اطراف و اکنات کے شرفاء بھی پائیدار اعتبار سے گر جاتے ہیں جس شخص نے
ہندوستان و عرب خصوصاً حجاز و مدین۔ عراق۔ عرب افغانستان اور بخارا وغیرہ کے مساجد مدارس و خانقاہ

ایضاً صاحب حاوی نے کہا ہے علماء و فقہاء وغیرہ مستحقین بیت المال کی ذریت کا حصہ معین کیا جائے اور جوان کی اولاد کے واسطے مفروض ہوا ہو وہ ان کی موت سے ساقط نہیں ہوتا ص ۴۴ غایت الاوطار بریلی -

ایضاً وقد ذکر علیہا نا آت من لدن حق فی دیوان الخراج کا ملقا تلة والعلماء والمفتیین والفقہاء وطلبة العلم یفرض لا وديهم تبعاً ولا یسقط بموت الآت ص ۲۴۳ شامی

(۲) خدمات مشروط مثل قصارۃ و احتساب وغیرہ میں معطلی کی دفات کے بعد آئینہ اجرائے عطا حاکم وقت کی رائے پر موقوف رہتا ہے۔ لیکن معطلی کی خدمت کا عوض اگر دفتر عطا میں باقی ہے تو اس میں وراثت جاری ہوگی مثلاً قاضی یا محتب اگر آخر سال میں بلا حصول عطا فوت ہو جائے تو اسکے ورثہ کو عطا کے زمان گذشتہ

تقریباً صفحہ ۴۴۴ اور عام سا فرخاؤن کے قدیم اوقات کے حالات کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ یہ ساختہ یہ کہہ سکتا ہے کہ قوم و ملک کیلئے جب قدر اوقات کی تدبیر ررسان ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر ساتھ ہی اسکے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ تمام خرابیوں اوقات کی عدم نگرانی اور قوم کی عدم توجہی کے نتائج ہیں در نہ فی نفسہ قوم و ملک کی ترقی کے لئے ملاوٹات انقع وسائل اور نہایت کارآمد و فوری شیخ علیہ الرحمۃ نے کہا ہے۔ مگر نہ بیند بروز شہر و چشمہ چہ چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ محوی کہتے ہیں۔ اگر ایسا شخص مر جائے جس کا وظیفہ بیت المال میں بحق شرع و اعزاز اسلام تھا جیسے الامت وغیرہ خدمات ہیں اور اس کے بیٹوں سے یہ امید ہے کہ وہ اس حق شرع کو قائم کریں گے اور اسے باپ کی مانند اعزاز اسلامی کو ملحوظ رکھیں گے تو سلطان کو چاہیے کہ انکے باپ کا وظیفہ انہیں کو عطا کر دے۔ صاحب رد المحتار لکھتے ہیں کہ اس قسم کے وظائف میں ذکور کی تخصیص ہے۔ اسلئے کہ وہ تحصیل علم اور اشتغال باسلم کر سکتے ہیں۔ اور اگر میت کی اولاد لہو و لعب میں مشغول ہے اور خدمات و وظیفہ سے غافل ہے تو اس کو یہ وظیفہ دینا جائز نہیں۔ (مولف)

دیجائیگی۔ قال ولومات فی اخوة او بعد تمامہ کما صححہ اخى زاده بستمب
صرفہ الى قريب لانه اذ فی عقبہ فیندب الوفاء له عہدہ در المختار غایت اللطاف
ایضاً ابن ہمام محقق نے کہا ہے۔ کہ جب کوئی حق ثابت ہو گیا تمام عمل سے تو اس میں
وراثت جاری ہوتی ہے جیسے مال غنیمت۔ جب دار الاسلام میں پہنچ جاتا ہے
تو غازیوں کے حقوق محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسلئے غازی کے فوت ہو جانے کے
بعد اسکا سہم اسکے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے غازی کی موت سے ساخط نہیں
ہوتا (در مختار غایت الاولیاء عہدہ)

(۳) أعطی لہ کی وفات کے بعد اگر اسکی اولاد نہ ہو باہم مکرمہ اتفاق کر لیا کہ عطاء و فقر
سلطانی میں ایک شخص کے نام لکھی جائے اور دوسرے شخص کا عطاء میں کچھ
حق نہ ہوگا۔ مگر صاحب عطاء دوسرے کو اتنا اتنا مال دیا کرے تو ایسی صورت میں عطاء
سلطانی جس شخص کے نام و فقیرین لکھی جائے گی اسکا خاص حق تصور ہوگی دوسرے کا
اس میں کچھ حق نہ ہوگا اور ان کی باہمی مصالحت و قرارداد باطل ہوگی۔ کیونکہ استحقاق
عطاء سلطان کی عنایت پر ہے غیر کی رضا کو اس میں کچھ دخل نہیں وہ مختار ہے
جسے چاہے عطا کرے فی الاستبواء والنظائر العطاء للذی جعل الامام اعطاء
لہ لان استحقاق العطاء باثبات الامام لا دخل فیہ الرضاء الغیر ^{مسئلہ}
ایضاً رجل نہ عطاء فی الدیوان ماست عن اثنين فاصلىٰ علی ان یکتب
فی الدیوان باسم احدہما یاخذ العطاء والاخری لا شیء لہ من العطاء
ویبذل من کان کہ العطاء مالا معلوماً فالصلح باطل ویرد بدل الصلح والعطاء
للذی جعل الامام العطاء لہ ص ۹۱ مالگیریہ

۱) معطی لہ کی وفات کے بعد اگر کسی وارث بعید خواہ کسی اجنبی کا نام اتفاقاً خوار
ورثاء کی باہمی مصلحت سے ذقر عطا میں لکھا جائے اسکے بعد تمام یا بعض ورثاء
معطی لہ اسکے خلاف منارعت کریں اور اپنا حق طلب کریں اور ازان بعد عا علیہ سے
ان کی صلح ہو جائے مال معین کے دیدینے پر یا اور کسی وعدہ پر اور اس باہمی
صلح سے وہ اپنا دعویٰ اٹھالیں تو اس صورت میں بھی صلح باطل ہوگی اور مدعی کو
بدل صلح و قرار کچھ بھی نہیں ملیگا۔ اور عطا ایسی رہے گی جسکے نام لکھی گئی ہے۔
قال اذا كان في الديوان عطاء مكتوب باسم رجل فذاذعه آخر وادعى ان ذلك
فضالعه المدعى عليه على دراهم او دنانير حاله او ائله اجل فالصلح باطل
وكذا لك لو صلح على شيء معين فهدى باطل۔ ص ۱۹۸ عالمگیری دہلی باب ثالث عشر۔
ایضاً لو اصلح اعلیٰ ان یكتب العطاء باسم اخيه اعلیٰ ان ما خرج منه فهو بينهما
نصفان فهذا باطل وهو لصاحب الاسم وكذلك لو كان الذي كتب اسمه
اجنبی عالمگیری ص ۱۹۸ یعنی اگر معطی لہ کے دو وارثوں نے باہم یہ مصلحتہ کر لی کہ عطا
ذقر میں ایک کے نام لکھی جائے اور وصول کے وقت دونوں نصف نصف
لے لیا کریں گے تو اس صورت میں بھی صلح باطل اور عطا اسکے لئے مخصوص رہے گی
جسکے نام لکھی گئی ہے۔

احکام ولایت عتیہ مدومعاش

۱) معطی لہ کی وفات کے بعد نصیب دلی میں امام وقت مختار عام ہے چاہے

۲) بحث العطاء کی ضمن میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ عطائے سلطانی کے تین قسم ہیں ۱) عطیہ الامنی
بیت المال پر جو ہر ملک رقبہ اس فصل میں اس عطیہ سے بحث نہیں کی جاتی کیونکہ وہ ملک ہوا اور اسکا

بفقیہ نوٹ صفحہ ۵۰۔ حکم مثل غلام دوسرے املاک کے ہے قسم دوم عطیہ مدو معاش ہے یعنی تملیک منافعہ اراضی بیت المال بذریعہ تملیک رقبہ۔ سوم عطیہ انتفاع محض، بدویر برتو احسان بدوین تملیک رقبہ ارض و بدوین تملیک منافع اس بنگیہ بدوین قسم زیر بحث میں اور براب ایک کو ہم علحدہ علحدہ فصل میں بیان کر چکے عطیہ مدو معاش خواہ حقیقہ وقت ہے اور خواہ ارمادو ہے۔ لیکن فقہانے تصریح کی ہے کہ باعتبار احکام کے وہ ایک حقیقت وقت ہے صرحوا بان اراضی الامیریۃ یسلک ہما مالیک بالاداری الوقف اراضی امیر یہ سے مراد بیت المال کی مدو و ع اراضی ہے۔ کیونکہ ارض بیت عطا کردینے کے بعد معطی لہ کے ملک میں داخل ہو جاتی ہے اور احکام عطا اس پر سے ساقا ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہم بیان کر آئے ہیں اور عطیہ انتفاع محض علی الوجه البیرواحسان ایک قسم کا اعادہ ہے اسے وقت نہیں کہتے پس فقہائے اس قول (صرحوا بان اراضی الامیریت) کا تعلق عطیہ مدو معاش ہی سے ہو سکتا ہے اور وہ بعینہ وقت ہے۔ پس جب یہ ثابت ہوا کہ حقیقت مدو معاش بعینہ حقیقت وقت ہے اور احکام مثل ارض و تولیت وغیرہ بعینہ حقیقت وقت ہی کے احکام ہیں۔ لہذا اس عطیہ کے احکام کو فقہانے بحث وقت ہی کے ضمن میں بیان کیا ہے اور مستقل اس سے بحث نہیں کی۔

نصب ولی بنین امام وقت مختار ہے۔ یہ اسلئے کہ وہ عالم متبہی اوقات ہے اور یا اسلئے کہ وہ وقت ہے اور وقت نصب ولی اور اس کے عزائم کا عہدہ اس کے لئے مخصوص کر سکتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: وان وقت ضیعة لا يخرجها من يداء الى القیم تفرادان یاخذها من يداء فان شرط النفس في الوقت ان لا العزل والاخراج من يد القیم کان له ذلك وان لم یکن شرط ذلك فعلى قول محمد بن یونس له ذلك ^{ص ۱۲۲} عالمگیری کہ اگر ایک شخص نے ایک قطہ زمین کو وقف کیا اور اس کے لئے ایک قیم مقرر کر کے انتظام جاگیر وقت اس کے سپرد کر دیا پھر اسے یہ ارادہ کیا کہ اسے معزول کر دے اگر اس نے وقف میں اپنے لئے یہ اختیار مخصوص کر لیا ہے تو وہ قیم کو معزول کر

مثلاً اقرب کے ہوتے ہوئے اسنے ایک اجنبی کو مٹولی بنایا ہے یا ایک نالائق کے لئے وصیت کی ہے تو عام مٹولی اوقاف یا قاضی کے لئے ضرور ہے کہ وہ آحق و اعرف کو بجائے اسکے مٹولی مقرر کرے اور جب تک معطیٰ لہ کے اہلیت میں کوئی ایک شخص منصب تولیت کے لائق مل سکتا ہے۔ اجنبی کو اس عہدہ کے لئے منتخب کرنا جائز نہیں علی حسب روایت المذكورة و فی اصل الحاکم (۳) معطیٰ لہ نے اپنی زندگی میں اگر کسی ایک خاص شخص کو اپنا ولی عہد و قائم مقام مخصوص نہیں کیا تو اسکی وفات کے بعد منصب تولیت میں شرعی استحقاق ملحوظ ہوگا۔ پس اولاد معطیٰ لہ میں سے ارشد و اعرف اور قرابت داروں میں سرفضل و اقرب کو غیر برتر ترجیح دیجائیگی یعنی اولاد معطیٰ لہ میں اگر کوئی شخص اس منصب کے لائق موجود نہیں اور قرابت دار موجود ہیں۔ تو اقرب کو مٹولی بنایا جائیگا اور اگر وہ بھی اس درجہ کے اہل نہیں تو ایک مستدین اجنبی کو منتخب کر سکتے ہیں لیکن اس تقرر کے بعد اگر کوئی اقرب معطیٰ لہ یا اسکی اولاد میں کوئی لائق شخص پیدا ہو جائے تو تولیت پھر اسی کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ قَالَ فَإِنَّ مَا ذَاكَ لَا يَجْعَلُ وَلَا يَتَرَأَىٰ أَحَدٌ جَعَلَ الْقَاضِي لَهُ قِيَمًا وَلَا يَجْعَلُهُ مِنَ الْأَجَانِبِ مَا ذَاكَ لَا يَجْعَلُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ الْوَقْفِ مَنْ يَصْلَحُ لَذَلِكَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَمِنْ الْأَجَانِبِ فَإِنْ قَامَ اجْتِبَاءً ثُمَّ صَارَ مِنْ أَهْلِهِ مَنْ يَصْلَحُ صَرَفَ إِلَيْهِ كَمَا فِي حَقِيقَةِ الْمَالِ (اسعار بحث ولایة وقف فسان الحکام باب ولایة الوقف) و عالمگیری ص ۲۱۲ ایضاً وَ إِذَا مَاتَ الْمُتَوَلَّى وَلَمْ يَوْصَ إِلَى أَحَدٍ - نَصُّوا عَلَىٰ أَنْ وَلَايَةُ النَّصَبِ إِلَى الْقَاضِي وَعَلَىٰ أَنَّهُ لَا يَجْعَلُ الْمُتَوَلَّى غَيْرًا لَا يَصْلَحُ مِنْ أَقْرَبَاءِ الْوَقْفِ (درمختار)

(۳) تولیت یا مصارف وقف اگر مشروط بشرائطین توحتی الوسع ان شرائط کی پابندی ضروری ہے۔ لیکن جو شرائط خلاف مصلحت و خلاف شرع شریف ہوتے ہیں وہ لغو اور ساقط ہو جاتے ہیں ان کی پابندی لازمی و ضروری نہیں سمجھی جاتی۔ مثلاً اگر واقف نے کہا ہے کہ میرے بعد زید اور اُس کے بعد بکر متولی ہوا کریں بہ ترتیب مذکور تو واقف کے بعد زید اور اُس کے بعد بکر ہی کو متولی بنانا چاہیے اور یہ انہیں کا حق خاص سمجھا جائیگا۔ مثلاً زید کسی دوسرے شخص کو اپنی طرف سے یہ منصب نہیں دے سکتا۔ لیکن اگر واقف نے یہ بھی شرط کی ہے کہ متولی کو موقوف کرنیکا حق کیسکود ہوگا۔ تو یہ شرط اس وقت باطل ہو جائے گی۔ جبکہ متولی فرایض تولیت سے اعراض کرتا ہے۔ مداخلت بیجا اور خیانت وغیرہ منافی امانت و دیانت داری اس سے حرکات سرزد ہوتے ہیں۔ اس صورت میں متولی خود واقف ہو یا کوئی دوسرا شخص کہ واقف نے اسکو قائم کیا ہے یا قاضی نے وہ فی الفور معزول کر دیا جائیگا۔ قال لو شرط ان یلیہ فلان بعد موتی ثم یلیہ فلان ثم بعد یلیہ فلان فخذ الشرایط جائز ایضاً ولو قال الولایۃ الی عبد اللہ ومن بعدہ الی زید فمات عبد اللہ وادھی الی رجل آیکون للوصی ولایۃ مع زید قال لا وکانت الولایۃ لزید۔ ایضاً ولو ان الواقف بشرط الولایۃ لنفسه وشرط ان لیس لسلطان او قاضی عزله فان لم یکن هو قاصداً فی ولایۃ الوقف کان الشرط باطلاً وللقاضی ان یعزله ویول غیره ^{ص ۱۲} حالیکہ یہ نقلاً عن القاضی خان۔ ایضاً والثالث ان یشاء وظمہ من حیاتیہ للقاضی ان یعزله ینصب وصیاً آخر آمیناً (فتاویٰ قرآن و خان ولایۃ الوقف)

(۵) عہدہ تولیت اگر مشروط بصفت علم و رشد و فضل وغیرہ ہے اور اولاد معطیٰ لہ یا اولاد واقف علم و فضل میں مساوی ہے تو باعتبار اعرافیت معاملات و تدبیر بلحاظ عمر و رتبہ کو ترجیح دی جائیگی مرد ہو خواہ عورت اگر وہ لائق تولیت نہیں ہے مثلاً صغیر ہے تو قاضی اسکے لائق ہونے تک دوسرے کو منصرف موقوف بناسکتا ہے قال لو جعل الولایۃ لافضل اولادہ وکانوا فی الفضل سواء لیکون الولایۃ لأكبرهم سناً ذکرنا مکان اوائلی و لو کان الافضل غیر موضع اقام القاضی رجلاً یقوم بأمر الوقف - فإذا صار أهلاً ترة الولایۃ الی البحر الرائق کتاب الوقف)

(۶) عطیہ اگر مشروط بشرایط ہے اور اسکے بعض یا کل شرائط خلاف مصلحت و منت و خلاف شرع شریف ہیں تو ان کی رعایت معطیٰ خاص کے عہد حکومت تک جائز ہے دوسرے بادشاہ کے عہد حکومت میں وہ قیود لغو ہو جاتے ہیں حاکم وقت مصلحت وقت کے موافق ان میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے کیونکہ اس قسم کے عطیات دراصل اصوات ہیں اور ان کی قیود کی پابندی چند ان لازمی امر نہیں ہے خصوصاً جبکہ وہ شرع شریف کے خلاف ہیں۔ مثلاً ایک قطعہ اراضی ملوکہ بیت المال زید اور اسکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو پشت در پشت تا بقائے نسل معافی دی گئی ہے اس شرط پر کہ بغیر اسکی اولاد میں سے جو مرے اسکا نصیب اسکے بھائی کی طرف منتقل ہو اور اسکی اولاد کو کچھ نہ دیا جائے پھر زید تین لڑکے اور ایک لڑکی اور پوتے پوتیاں اور نواسا و نواسی چھوڑ کر مر ا زید کی معافی تو اسکی صلیبی اولاد پر منقسم ہوگی لیکن زید کی صلیبی اولاد میں سے جو اسی بادشاہ کے عہد میں مرے گا اُس کا حصہ اُسکے بھائی کی طرف منتقل ہوگا نہ اُسکی اولاد کی طرف اور وہ بالکل محروم رہیگی۔

اور چونکہ اس بادشاہ کے مرگیا تو بوجہ لغو ہو جانا نے شرط کے اسکا نصیب اس کی اولاد کی طرف منتقل ہوگا نہ اس کے بھائی کی طرف اس لئے کہ کل نسل زید معافی وار کی ہے اور جو شرط بالغ تھی وہ موت سلطان سے مرتفع ہو گئی۔ قَالَ وَمَنْ الْجَوَادُ لَوْ أَقْطَعَهَا السُّلْطَانُ لَهُ وَلَدٌ وَنَسْلُهُ وَعَصْبُهُ عَلَى أَنْ مَاتَ مِنْهُمْ مُتَقِلٌ نَصِيبٌ إِلَى أَخِيهِ ثُمَّ مَاتَ السُّلْطَانُ فَانْتَقَلَ مَنْ أَقْطَعَ فِي زَمَانِ سُلْطَانِ آخِرٍ بَلْ يَكُونُ لِذَوِ الْوَلَادَةِ كَقَرَارِهِ مَقْتَضَى قَوَاعِلِهِمْ الْغَاءُ التَّعْلِيلُ بِمَوْتِ الْمُعْلَقِ قَدْ بَدَّ (غایت الاوطار ص ۲۹۵) ایضا ان اوقات السلاطین میں بیت المال ارصادات لا اذونات حقیقہ وان ماکان منها علی مصارحت البیت المال لا ینقص بخلاف ما وقفہ السلطان علی اولادہ او عتقائہ مثلاً وَاِنَّهُ حَیثُ کَانَتْ اَرْصَادُ الْاَسْلُومِ مِرَاعَاةُ شَرْطِهَا لَعَدَمُ کَوْنِهَا وَقْفًا حَقِيقًا لِان شرط صحیحہ ملک الی اوقاف و السلطان بل ذلک الشراء من بیت المال لا بملکة (رو المحتار مطلب اوقاف الملک) ایضا فلا تراعی شروطہ بالمعنی السابق و هو انہ اذا ارأى ولی الامر المصلحۃ فی زیادۃ فیہ او نقص فی مصارعت الوقف المذكور یتسوغ له ذلک و لیس الاشران یصرفہ عن البیہتہ الکتی عینت فی الارصاد ص ۲۹۵ مہدویہ

(۲) تولیت اگر اوقاف کی اولاد کے لئے مشروط ہے اور متولی کے لئے کسی خاص صفت یا سن کی قید نہیں لگائی گئی تو اس صورت میں اوقاف کی تمام اولاد منصب تولیت کی مستحق سمجھی جائیگی اور جاگیر کا نظم و نسق ان تمام کی مصلح و مسرت پر موقوف رہیگا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں کوئی لڑکا کم عمر ہے تو قاضی کو اختیار ہے کہ

ایک اجنبی شخص کو اسکا قائم مقام بنائے اور یا انہیں مین سے ایک کو اسکا نائب
مناب مقرر کر دے جو اپنی طرف سے اصالتاً اور اس نابالغ کی جانب سے نیابتاً
کام کر سکے۔ قَالَ لَوْ جَعَلْنَاهَا لِأَوْلَادِهِ وَفِيهِمْ صَغِيرًا دَخَلَ الْقَاضِي مَكَانَهُ
بِجَنْبِهَا أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمْ كَبِيرًا (اسعاف)

والایتہ عطیہ بر

اس عطیہ مین کسی قسم کی ارث جاری نہیں ہوتی رسلئے کہ وہ معطی لہ کا یہ حقیقتہ ملک ہے

۱۷ اس مین ارث اس لئے جاری نہیں ہوتی کہ وہ ترکہ میت نہیں لیکن اگر معطی لہ کی وفات
کے بعد حاکم وقت نے تمام یا بعض عطیہ متونی کو اسکے ورثہ پر صدقہ کر دیا ہے تو اسکی تقسیم معطی کی
رائے ہی پر موقوف رہے گی۔ جس طرح چاہے مناسب وقت وہ اسکے حصص مقرر کر کے۔ ورثہ
تقسیم حسب فرائض اللہ ہونی چاہیئے رسلئے کہ وہ منصوص ہے۔ بہر حال خواہ کسی طرح سے اس کی
تقسیم کی جائے ورثہ متونی کو جو کچھ ملیگا بطریق ارث و ترکہ میت نہیں بلکہ سلطان کی طرف عطائے جدید
ہوگی اور اس کا تقرر بھی ورثہ نہیں بلکہ تقرر جدید ہوگا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عطیہ سلطانی
معطی لہ کی تیسری پشت تک منتقل ہونے کے بعد قابل منسح نہیں رہتا بلکہ وہ معطی لہ کے ورثہ کیلئے
بمنزل ملک متصور ہوتا ہے خصوصاً جبکہ اسکی تقسیم حسب فرائض اللہ ہوتی چلی آئی ہے لیکن تقریر
مذکورہ بالا سے یہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ وظیفہ سلطانی کا معطی لہ کی پشت و ورثہ اولاد مین قائم رہتا
اور فرائض الہیہ کے طریق پر معطی لہ کے ورثہ کے درمیان تقسیم ہونا دلیل ملک عطیہ نہیں ہے۔
ہو سکتا ہے کہ سلطان کی طرف سے ہر پشت کے لئے عطائے جدید ہو اور دوسری تقسیموں پر
فرائض اللہ کو منصوص ہونے کی وجہ سے ترجیح دینی ہو۔ ہاں اگر اسکے ملک ہونے کے لئے کوئی دلیل
موجود ہے تو صورت مذکورہ اسکے لئے سمیعین ہو سکتی ہے۔ (مولف)



مرقومہ میر احمد شریف حبیبی درجہ اول

اگرچہ اس سرکارِ بدیاد کا قانون عام فقہ حنفیہ رہا ہے اور تو ضیع قوانین میں بھی شرع اسلام کو ماخذ اعظم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن لمبا خا عمل کے دیکھا جائے تو بجز چند خاص ابواب کے تمام ابواب میں قانون سلطنت کی پابندی کیجاتی ہے۔

صیغہ مال میں بھی یہ حکم ہے کہ اہل اسلام کے وراثت میں شرح محمدی کے مطابق حکام کو اپنی رائے قائم کرنی چاہیئے۔ لیکن غور کے قابل یہ امر ہے کہ شرح محمدی سے کہا صرف احکام تو رتبہ و ترکہ مراد ہیں یا وہ احکام جو خارج بیت المال سے متعلق ہو سکتے ہیں اسلامی تمدن کے عہد میں محکمہ بیت المال کی آمدنی کے حسب ذیل چار ذرائع تھے۔

- ۱۔ زکوٰۃ و عشر
- ۲۔ خمس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) معدنیات کی آمدنی۔ زمین میں گڑے ہوئے۔ مال (درکاز) کی آمدنی۔

۳۔ خراج و جزیہ

۴۔ مال لادعویٰ اول لاوارث کی توفیر

ان میں سے ہر ایک مدخل کا مخرج بھی حسب ذیل معین تھا۔

- ۱۔ زکوٰۃ و عشر کی آمدنی مستحقین کی حاجت برآرمی۔ غلاموں کی آزادی۔ اور غازیوں

۲۔ زکوٰۃ و عشر کا مال نشان ۹۴۔ مورخہ ۲ رآذہ ۱۳۳۸ گشتی صدر المہام عدالت نشان ۱۰۔ بلوہ

مورخہ ۴ رآذہ ۱۳۳۸ گشتی ۱۱۔ دفعہ ۳۵۔ الف قانون نشان ۱۔ بابہ ۳۱۔

۳۔ گشتی معتمدی مال نشان ۳۸ بابہ ۹۹۔

کے ساز و سامان میں صرف کی جاتی تھی۔

۲۔ خمس وغیرہ کو۔ یتیم۔ مسکین۔ و مسافر پر خرچ کرتے تھے۔

۳۔ خراج۔ وجزیہ سے فوج کی تنخواہ دی جاتی تھی۔ سرحد کی حفاظت ہوتی تھی۔

قلعے بنتے تھے۔ سرکوں اور پلوں کی مرمت کی جاتی تھی۔ بڑی بڑی نہریں کھودی اور جاری رکھی جاتی تھیں۔ سرزمین اور سبزیں بنی تھیں پانی کے بند باندھتے تھے اور اسکے احکام کا بندوبست رکھتے تھے تعلیم کا انتظام تھا پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں کو وظائف ملتے تھے۔ ملازموں کو اور ان سب لوگوں کو جو مسلمانوں کے فائدے کے لیے کام کر رہے ہوں تنخواہیں دی جاتی تھیں۔

۴۔ توفیر کا خرچ یہ تھا کہ بیمار واری ہو اور اسکے کھانے پینے اور واکوں کا انتظام ہے۔ غریب مردوں کی تجہیز و تکفین ہو۔ لقیط یعنی سہرا، جڑ کے پڑے ملین اُن کی پرورش کا انتظام ہو۔ جو کما۔ نے سے عاجز ہو اُس کی معاش کا سامان کر دیا جائے۔

مگر اپنے دو بیت المال رہانہ بیت المال کی شاخیں رہیں نہ اُسکے مدخل و مخارج کے انتظامات قدیم ہیں اسی وجہ سے متاخرین نے رد علی الزوجین کو جائز قرار دیا ہے۔ بہر حال زمانہ حال کے عطیات سے زمانہ سلف کے عطیات تابع بیت المال کے احکام بالکلیہ متعلق نہیں ہو سکتے نہ پورے طور پر احکام متروکات کی پابندی کی جاسکتی ہے۔

بعض اصحاب کا یہ خیال ہے کہ دریافت انعامی کو صرف تھانیں معاش سے غرض ہوتی ہے اور معاش کے اندرونی تقسیمات سے یا ورنہ۔ کے تعین و تفتیش حقوق سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ غالباً اُوں کا خیال مولف مجموعہ مل کے اس

۴ عبارت پر مبنی ہے جو دفعہ ۲ دستور العمل انعام کے حوالہ سے لکھی گئی ہے۔
 حالانکہ دستور العمل انعام کے دفعہ ۲۳ کی عبارت اس سے زیادہ نہیں ہے۔
 ”فیصلہ ہر ایک مقدمہ از کسی کہ بنا مش انعام مقرر است یا آنکہ نواری
 بجائی آرد نمودہ خواهد شد و بہان کس ذمہ دار و جوابدہ متصور

خواہد شد و از سر کار دریافت دخل تقسیم نہ خواهد بود“
 یہ فقرہ اس دستور العمل انعام کا ہے جو ۳۶ سال قبل ۱۲۹۳ھ میں مرتب و نافذ ہوا
 تھا جو اکثر اور میں جامع و مانع نہ تھا اور جس میں بہت سے اصلاحات و اضافات زمانہ
 مابعد میں ہوتے رہے ہیں۔ بہر حال فقرہ بالا کا مفہوم اس سے زیادہ نہیں ہے کہ اگر
 معاش مشروطی ہے تو بجا آئندہ خدمت کے نام اور اگر غیر مشروطی ہے تو صاحب سند
 کے نام بجالی معاش کا فیصلہ کیا جائیگا اور کوئی دریافت معاش کے تقسیم کے ہونگی۔
 معلوم ہوتا ہے کہ ترتیب دہندہ دستور العمل کے پیش نظر صرف ان معاشوں کا تصور
 تھا جن پر یا بندگان معاش قابض ہوں اور وہ معاشین مطلقاً پیش نظر تھے جنہیں
 یا بندگان معاش کے ورثہ اور قائم مقامان حقیقت کا قبضہ ہے۔ اسی وجہ سے صرف
 پیش نظر صورتوں سے متعلق قاعدہ فقرہ ۲۳ میں ضبط کیا گیا اور دوسری صورتوں سے
 متعلق کوئی قاعدہ اس دستور العمل میں نہیں رکھا گیا۔ جبکہ صاحب سند کے حیات میں دریافت
 انعامی گنجائش سے تو اوس میں دوسرے مباحث کا پیدا کرنا صیغہ انعام کی ضرورت تحقیقات
 سے خارج تھا۔ اسلئے دوسرے اشخاص کے عدادی اور دخل و تعین کے مباحث خارج
 رکھے گئے۔ مگر صاحب سند کے انتقال کے بعد جو انعامی دریافت ہوتی ہے اوس کے
 اشکال مختلف کی نسبت ۱۲۹۳ھ کے دستور العمل میں کوئی قاعدہ نہ تھا اسلئے کہیں یہ
 خیال کیا گیا کہ ان اشکال کا تعلق عدالت سے ہے۔ چنانچہ کشتی مجلس مالگزار می
 نشان (۱۲۲) بابہ ۳۳۲ھ کے ترتیب کے وقت اسی خیال کی بنیاد پر فہرست

امتیاز مقدمات کے عنوان ۵ کے مات ۱۸ و ۱۹ یعنی تقسیم حصص - دعویٰ تقابض اور دعویٰ کلائیٹ جاگیرات کو بالکل عداوت سے متعلق کر دیا گیا۔ لیکن زمانہ مابعد میں تجربہ سے اس اصول کی غلطی ثابت ہوتی گئی جو عطیات مشاہی کے نسبت اختیار کی گئی تھی۔ چنانچہ تدریجاً احکام جاری ہوتے رہے ہیں۔

سب سے پہلے ذاب وقار الملک بہادر کے زمانہ معتمدی میں حسب الحکم سرکار ایک گشتی نشان (۲۶) مورخہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۳۵ مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۵ء جاری ہوئی۔ جس میں دریافت النعمی کے اس نقص و غلطی کو تسلیم کر کے کہ یا بندہ معاش کے درخ کی کوئی تحقیقات نہیں ہوتی صاف و صریح طور پر اس نتیجہ کو بغض دریافت النعمی قائم کر کے تحقیقات و تجویز کرنے کا حکم دیا گیا۔

”دعویٰ ارحال یا بندہ اصلی یا صاحب سند کا وارث ہے یا نہیں اور اگر وارث ہے تو بلحاظ نتیجہ تجویز جائداد پر قابض رہنے کا

مستحق ہے یا نہیں“

اس کے بعد اسی اصول کو پیش نظر رکھ کے مجلس ناگزاری سے گشتی نشان (۳۹) بابہ ۱۳۵۵ جاری ہوئی جس میں جمیع امور تنقیح طلب کو معین کر کے یہ بتا دیا گیا کہ دریافت کنندہ النعمی کو کن امور کی تحقیقات و تجویز لازم ہے۔ چنانچہ ان امور تحقیقات طلب میں یا بندہ معاش اور اس کے حصہ دار اور اس کے ورثہ کا تین اور ان کے حقوق کا تصفیہ بھی داخل کیا گیا۔ اور بالآخر بارگاہ خسروی سے جو فرامین مبارک صادر ہوئے اس سے یہ مباحث بالکل صاف کر دی گئے۔ اور واضح طور پر یہ بتا دیا گیا کہ ”کوئی عطیہ سلطانی متروکہ نہیں ہے“ اور عام طور پر عطیات کی نسبت سرکار کا منشور ان الفاظ میں ظاہر فرمایا گیا کہ ”معاش داروں کے پس ماندہ ارکان کی پرورش کی جائے اور یہ لوگ عطائے سلطانی کو بجز صیغہ عطا کے حکم کے

حصہ اور تقسیم کر لینے کے مجاز نہیں ہیں گویا عطیات کی نسبت تمام اختیارات معطی ہی کو حاصل رہیں گے۔ معطی لہ یا اس کے ورثہ کو باہم یا بطور خود یا بذریعہ عدالت یا بیچا بیعت یا کسی اور صیغہ سے شریک اور حصہ دار عطا بنانے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ چنانچہ خود عدالتِ عالیہ نے بھی متعدد مقدمات کی ادھنیں اصول کی پابندی کے ساتھ فیصلے کیے ہیں۔ بہر حال صاحبِ سند یا باندہ معاش کے ورثہ اور اس کے حقوق کا تعین و تصفیہ دیانتِ عالمی کے ساتھ ہی ہوگا۔

عطیات میں اگرچہ حکمِ عام یہ ہے کہ مسلمانوں میں شرع شریف کے مطابق اور ہندو میں دھرم شاستر کے موافق فیصلہ وراثت ہوگا۔ لیکن اس پر مقدم قاعدہ منشا، معطی اور حکمِ عطا کی پابندی ہے یعنی معطی کے احکام خاص و عام کے خلاف و رعایت کے ساتھ مسائلِ توریث کی پابندی کیجا سکیگی۔ مثلاً (الف) معطی نے صرف معطی لہ کی ذات اور اس کے اولاد کو ورثہ کے لیے کوئی مدد معاش مقرر کی ہے تو یہ جائز نہیں ہو سکتا کہ اولادِ اناث جو وہ بھی احکامِ متروکات کے مطابق نصف الذکر کی مستحق ہے اس عطیہ شاہی میں حصہ پسر کے نصف مقدار تک حصہ پانے کی مستحق ہوگی بلکہ اولاد کو ورثہ کی وراثت حی القیام فرض کر کے شرع شریف کے مطابق اس کے حق و حصہ کا فیصلہ کیا جائیگا۔ یا

(ب) اگر سند میں آمیزہ کے سلسلہ توریث کی نسبت نسلاً بعد نسل یا بطناً بعد بطن یا اولاد و احفاد کے کوئی الفاظ نہ ہوں اور ان کی جگہ تاقیام شمس و قمر وغیرہ الفاظ میں جو دوام و استمرار پر دلالت کرتے ہیں کوئی لفظ ہو تو اس معاش کے بجالی صیغہ عطا کے احکامِ عام (۱) کے مطابق صرف ورثہ نسبی پر ہوگی اور ورثہ سببی (جیسے زوج و زوجہ) پر قطعاً نہ ہوگی۔ حالانکہ وہ شرعاً متروکات میں مستحق توریث ہیں۔

(ج) اگر سند میں الفاظِ متعلقان ہوں تو رد و لیویشن مذکور کے مطابق زوج کو بھی عطیات میں حق توریث حاصل ہو سکیگا ورنہ نہیں

لے گشتی معتمدی اگلوا رہی نشان (۱۷) بابۃ اختلاف ۱۵ رد و لیویشن نمبر مورخ ۱۲ بہمن ۱۳۳۲

(۵) اگر سندن میں صاحب سند کے قید حیات کی شرط ہو تو بحالت وفات صاحب سند معاش مذکور قابل معطی ہوگی۔

(۶) اگر کسی مدد معاش کی سندن کوئی قید نہ ہو تو اوسکی موقوفی یا بجالا بالکلیہ سندن کی صوابدید اور اختیار پر منحصر ہے۔

اگر بغور دیکھا جائے تو عطیات شاہی کی نسبت دنیا کے تمام قوانین کے اصول بالکل متحد ہیں۔ یعنی منشا پر معطی ہی اصل اصول توریث ہوتا ہے اسی وجہ سے عطا ابتدائی کے وقت جس سلسلہ توریث کی شرط قائم کر دی جاتی ہے اوسکی یا بندی لازم آجاتی ہے یا یوں کہنا چاہیے کہ وہی سلسلہ توریث اوس عطا کا مستقل قانون ہو جاتا ہے۔ اسی اصول پر بعض عطا کی بجالی ورثہ نسب پر اور بعض کی بجالی ورثہ نسب اور نسبی دونوں پر۔ اور بعض کی بجالی نسلاً بعد نسل اور بعض کے ورثہ نسلی اور بطعی دونوں پر۔ بعض کی بلا قید اسمی و قسمت با اولاد عطا۔ بعض کی بجالی خلف اکبر یا اوسکے فرزند کلان پر جائز ہو سکتی ہے۔ الغرض منشا پر معطی کے لحاظ سے جو سلسلہ توریث جائز ہو سکتا ہے اوس سے تجاوز نہیں کہا جاسکتا اور نہ یہ امر جائز ہو سکتا ہے کہ ورثہ محکومہ سند کی موجودگی میں معطی یا قائم مقام معطی اوس عطا کو ضبط اور شریک خالصہ فرمائے۔ بجز اسکے کہ وہ لوگ سزاوارتہ بیدخل یا محروم کئے جائیں۔

اگرچہ جائیز اور نقدی کی بجالی بغیر سند کے صرف بھگوٹہ پر نہیں ہو سکتی لیکن دوسری معاشوں کی بجالی بھگوٹہ پر جائز کی گئی ہے۔ جسکے تفصیلی احکام دستور العمل انعام اور گشتیات متفرق میں موجود ہیں۔ اکثر مقدمات وراثت متعلق عطیات میں یہ بحث پیش آتی ہے کہ مسائل حسب حرات

متعلق ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ فاضل مصنف العطایا نے اس بحث کو نہایت خوبی کے ساتھ اس رسالہ میں لکھا ہے۔ اصل یہ ہے کہ مسائل حجب و حرمان جو متروکات کے خاص احکام ہیں عطایا سے اس لیے متعلق نہیں کئے جاسکتے کہ اُس سے منشاء معطی کی حفاظت پورے طور پر نہیں ہو سکتی۔ جب سند عطایا میں سلسلہ ترمیم آئندہ محکوم ہو تو اس کے مطابق معطی لہ اول کا کوئی پس ماند محروم نہیں کیا جاسکتا اور جب سند میں کوئی سلسلہ ترمیم نہ ہو یا معاشش بے سندی ہو اور اُس کی بحالی ہو گویا پر ہوئی ہو تو معطی یا قسائم مقام معطی کے منظورہ قاعدہ عام کے مطابق معطی لہ کے پس ماندگان بلا لحاظ حجب و حرمان اُس معاش سے مستفید ہوں گے جیسا کہ گشتی نشان (۱۷) بابت مسئلہ ف مجریہ مستدی الکزاری سرکار عالی فرمان خسرو می کی بنیاد پر جاری ہوئی ہے۔ اور جس کے ذریعہ سے معطی لہ اول کے تمام پس ماندگان حساندان کی پرورش کو خدام خسرو می نے اپنے منشاء عام میں داخل فرمایا ہے۔

مجلس عالیہ عدالت کے واجب التعمیم حکم نے بھی اپنے ایک فیصلہ مندرجہ آئین دکن جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۳ میں یہ طے فرمادیا ہے کہ مسائل حجب و حرمان عطیات شاہی سے متعلق نہیں ہو سکتے۔ اور اعلیٰ محکمہ مال نے بھی متعدد مقدمات کا فیصلہ اوسسی اصول پر فرمایا ہے۔



الغرض رسالہ العطاء یا مین تمام مباحث جس جامعیت سے لکھے گئے ہیں اس سے امید ہے کہ وہ عام طور پر مقبولیت حاصل کرے گا اور یقین ہے کہ اعلیٰ حکام اوسکو محکمہ جات ماتحت مین سرکاری طور پر تقسیم کرنے کو مناسب بلکہ ضروری خیال فرمائیں گے۔

خاکسار
میر احمد شریف



اعلان

ذریعہ تجویز طبع

تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن

یہ مبارک کتاب اردو زبان میں اپنے طرز کی ایک نئی تفسیر ہے اور ایسی کاملاً مدد عام ہر کم علم طالب علم بھی بخوبی مطلب سمجھ سکے اور ذہنی علم بھی اصولی عنوان سے استنباط مسائل اور لطیف دلائل حاصل کرے اس تفسیر میں پہلی آیت قرآنی دو ترجموں (فتح الرحمن ترجمہ علامہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دارود ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب) کے ساتھ لکھی گئی ہے اور بعد میں محذوفات و مقدرات عدلت کو علامہ کیا ہے ہر ایک کلمہ کے الفاظ کی الگ الگ تشریح۔ ماقتدا اشتقاقی۔ اصطلاحی تفسیر اور شرعی و عرفی استنباط کو بتایا ہے جدید سنی کے لئے عربی زبان میں جہاں کوئی خاص قاعدہ مقرر ہے مناسب مقام پر اسکی توضیح کی ہے حروف زوائد و روابط اور ہر صیغہ کے ساتھ مصدر دامہ مع صرف صغیر و مزدوی تعلیل کو بھی لکھا ہے ایسی ہی ہر ایک آیت کی بخوبی ترکیب کو اسہل پیرایہ میں مفصلاً و مشرقاً بیان کیا ہے۔ آخر میں خلاصہ معنایں آیات مزدوی قصص و مسائل و فوائد اور شان نزول آیات کو لکھا ہے مزید برآں مولف صاحب نے اپنے قیمتی نوٹوں اور مفید حاشیوں سے اسکی خوبی کو اور بھی بڑا دیا ہے۔ الغرض ایسی جامع تفسیر آج تک اردو میں تالیف نہیں ہوئی۔ چنانچہ اسکی جامعیت اور ضرورت پر عالیجناب خان بہادر مولانا موسیٰ محمد انوار اللہ خان صاحب قبلہ استاد اعلیٰ حضرت بندگان عالی مقامی حضور پر نور دام اللہ تعالیٰ دعا دعا لعلہ و عالیجناب شمس العلماء آنر بیل نواب عماد الدولہ عماد الملک بہادر علامہ حسین دین صاحب بلگرامی نے تقریظیں بھی لکھی ہیں۔ ان کے طور پر ہم بعض کو ذیل میں درج کرتے ہیں۔

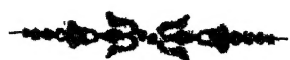
نقل تقریظ

عالیجناب شمس العلماء آنر بیل نواب عماد الدولہ عماد الملک بہادر علامہ حسین دین صاحب بلگرامی تفسیر روح الایمان فی تشریح آیات القرآن میں مصنف نے بڑی محنت اور دہانت سے کام لیا ہے۔ گویا معمولی استاد کے طلبہ کو سطول و مشکل تفاسیر سے مستغنی کر دیا ہے۔ تمام وہ مباحث جنکی آیات قرآن مجید کے سمجھنے میں ضرورت ہوتی ہے۔ اس میں موجود ہیں۔ اعراب۔ حجتہ لغت۔ نقصان احکامات سب کے سب اس میں مختصر طور پر موجود ہیں فی الواقعہ مولانا صاحب اس تفسیر کی تالیف کے ذریعہ قوم کی خدمت بجا لائے ہیں کیونکہ کلام مجید کی خدمت قوم کی خدمت ہے۔

و دستخط

سید حسین عماد الملک

اعلان



اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ بغیر صریح اجازت مصنف
کسی شخص کو اسکے طبع کا اختیار نہیں مان جب قدر نسخے مطلوب ہوں
وہ مشہور اور میر عبد الرزاق صاحب وکیل رزاق مندرل قریب
باغ عامہ سے طلب کر سکتے ہیں

المکتبۃ النبیؐ

محمد فتح الدین اذہر۔ رزاق مندرل قریب باغ عامہ حیدر آباد وکن

فہرست مضامین کتاب العطا یا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳	اصطلاحات	۱۶	عطائے اراضی کا رواج قدیم سے ہے
۴	حقیقت زمین	"	نقباء کو مستقیدین و متاخرین میں انقطاع کو
۵	اراضیات خلیفہ و اموال بنی نصیر	"	متعلق اختلافات
۶	حاشیہ متعلق حقیقت زمین	۱۸	ارضی بیت المال کو حقیقتہ مستحق کون ہیں
۸	صوبہ اتر کی ارضیات کے متعلق حضرت محمد رفیع رحمہ اللہ	۱۹	علامہ تھانیہ بی کی تحقیق مفتوحہ زمین کو متعلق
"	عہدہ کا فیصلہ	"	عطیہ منگلد و انعام مؤید
۱۰	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی تقریر	۲۰	استقنار متعلق انعام مؤید
۱۱	واقعات فتوحات ہندوستان پر نظر	"	دو معاش
۱۲	صاحب ہادیہ کی تحقیق مفتوحہ زمین کو متعلق	۲۱	استقنار متعلق دو معاش
"	بیت المال اور اوکا مصرف	۲۲	" " بھجیات مشروط
"	مذخرات - تنجس و صدقات	۲۳	" " نذر درگاہ شریف
۱۳	تہنات اور اسکے مصارف	"	اگر عطا عام فقرہ کے لیے ہے
"	بیت المال میں شاہی اختیارات	"	معاش اگر شخص معین کے نام پر ہے
۱۴	بیت المال عام مصالح مسلمین کے لیے ہے	۲۴	معاش کا تقرر اگر معطلی لہ اور اسکی اولاد
۱۵	مسجدوں اور درگاہوں کے متعلق اوقاف	"	و احقاد پر عام ہے اور اگر متعلق استقنار
"	بیت المال کی مزید زمین	۲۵	لفظ ولد اور اولاد کے متعلق بحث
۱۶	ارضی ملوک بیت المال کی بیج جائز نہیں	۲۶	اقارب و متعلقین سے کون مراد ہوتے
"	العطا	ہیں	